بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 69

شمارہ 46

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

25/ربیع الاوّل 1442 ہجری قمری • 12/نبوت 1399 ہجری شمسی • 12/نومبر 2020ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَنُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا
الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ

(النساء:123)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ہم ضرور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کریں گے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6/نومبر 2020 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ہماری جماعت کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں

خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں، اسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے، اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰة و السّلام

ہماری جماعت کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں، کیونکہ ان کو تو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سُستی غافل نہ کر دے اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلاوے۔ وہ ان کی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کر لے۔

انسان بہت آرزوئیں وتمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضاء وقدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے قضاء وقدر کا سلسلہ اور ہے اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اسے کیا معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے۔

توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرے۔

آپ سب صاحبوں کو معلوم ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن شریف میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بھی فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا گزرا ہے کہ انسان، حیوان، چرند، پرند، زمین، آسمان اور جو کچھ زمین آسمان میں ہے کسی چیز کا نام و نشان نہ تھا۔ صرف خدا ہی تھا۔ یہی اسلام کا عقیدہ ہے۔ وَلَمۡ یَکُنۡ مَعَہٗ شَیۡئًا۔ یعنی خدا کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی۔ ہم کو اس نے قرآن اور حدیث کے ذریعہ خبر دی ہے کہ ایک زمانہ اور بھی آنے والا ہے جبکہ خدا کے ساتھ کوئی نہ ہوگا۔ وہ زمانہ بڑا خوفناک زمانہ ہے۔ چونکہ اس پر ایمان لانا ہر مومن اور مسلمان کا کام ہے جو اس پر ایمان نہیں لاتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے اور بے ایمان ہے۔ جس طرح سے بہشت، دوزخ، انبیاء علیہم السلام اور کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے ویسا ہی اس ساعت پر ایمان لانا لازم ہے جب نفخِ صور ہو کر سب نیست ونابود ہو جاویں گے۔ یہ سنت اللہ اور عادت اللہ ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 222، 224، مطبوعہ قادیان 2018ء)

......☆......☆......☆......

رسول کریمؐ کی اولاد کیلئے صدقہ جائز نہیں اس میں یہی حکمت ہے کہ

اس محسن عظیم کی اولاد سے جو سلوک کیا جائے وہ صدقہ ہو ہی نہیں سکتا، وہ تو اس محسن کے احسان کا بدلہ اتارنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہوگی

کاش مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں اور سادات کو صدقہ دینے یا ان کی مشکلات کو بالکل نظر انداز کرنے کے دو قبیح جرموں سے محفوظ ہو جائیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”نویں قسم خرچ کی قرآن کریم سے اداء احسان کی ثابت ہوتی ہے جیسے مثلاً والدین کی خدمت کا حکم ہے۔ یہ سلوک نہ تو حق الخدمت کہلا سکتا ہے کیونکہ والدین خدمت نہیں کرتے بلکہ ایک طبعی جوش سے بچے کی پرورش کرتے ہیں اور بچہ ان کو اس کام پر مقرر نہیں کرتا نہ کوئی اور انسان انہیں مقرر کرتا ہے اور نہ انہیں کسی بدلہ کی تمنا ہوتی ہے۔ پس والدین کا سلوک بچے سے خدمت نہیں ہے بلکہ احسان ہے اور اگر بڑا ہو کر کوئی بچہ اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے تو وہ ان کا حق الخدمت ادا نہیں کرتا بلکہ اُن کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش کرتا ہے......

اسی اداء احسان کے حکم کے نیچے اپنے اُستادوں اور دوسرے محسنوں یا ان کی اولادوں سے حسن سلوک بھی آ جاتا ہے۔ اور اس حکم کے ماتحت سب سے بڑے انسانی محسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک کا بدلہ بھی آ جاتا ہے۔ جو صحابہ کرام درود اور دعاؤں اور خدمت کے ذریعہ سے ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

میرے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان کی اولاد کیلئے صدقہ جائز نہیں تو اس میں یہی حکمت تھی کہ امت اسلامیہ کو بتایا جائے کہ اس محسن عظیم کی اولاد سے جو سلوک کیا جائے وہ صدقہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ تو اس محسن کے احسان کا بدلہ اتارنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہوگی۔

مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اس مسئلہ کو خاص زور سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بے نفس تھے کہ آپؐ نے اپنی اولاد کیلئے صدقہ کو حرام کر دیا۔ اور اُنہیں یہ خیال نہیں آتا کہ آپؐ ایسے بے نفس تھے تو مسلمان ایسے نفس کے بندے کیوں ہو گئے ہیں کہ آپؐ کے احسان کا بدلہ اتارنے کی ادنیٰ کوشش بھی نہیں کرتے۔ محسن کسی بدلہ کا خیال نہیں کرتا۔ مگر کیا جس پر احسان کیا جائے اسکی شرافت نفس اسکا تقاضا نہیں کرتی کہ وہ محسن کے احسان کا شکریہ عمل سے ادا کرے۔ میرے نزدیک اس حکم سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا تھا کہ اگر حضرت رسالت مآب کی اولاد میں سے کوئی غریب ہو تو وہ اسکے ساتھ حضور کے احسان کی یاد میں سلوک کریں۔ کیونکہ آپ کی اولاد کے ساتھ صدقہ کا معاملہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ کیا اپنے بھائیوں کو لوگ صدقہ دیا کرتے ہیں؟ پھر کیا اس روحانی باپ سے ان کا سلوک بھائیوں جیسا نہیں ہونا چاہئے؟ افسوس کہ اس حکمت کے نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان دو حکموں میں سے ایک کو توڑنے لگ گئے ہیں۔ یا تو وہ سادات پر صدقہ اور زکوٰة خرچ کرنے لگ گئے ہیں یا اُن کی خدمت سے بالکل محروم ہو گئے ہیں۔

مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے دیر سے اس نکتہ کو سمجھا ہے اور مجھے کئی دفعہ اس امر کی توفیق ملی ہے کہ غرباء سادات کی خدمت کروں۔ نہ اس خیال سے کہ میں اُن پر صدقہ کر رہا ہوں بلکہ اس خیال سے کہ اُن سے حسنِ سلوک اس احسان عظیم کے اقرار کی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کئے ہیں ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ کاش مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں اور سادات کو صدقہ دینے یا ان کی مشکلات کو بالکل نظر انداز کرنے کے دو قبیح جرموں سے محفوظ ہو جائیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو شاید اللہ تعالیٰ بھی ان کی اولادوں پر رحم فرمائے۔

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 131 تا 132، مطبوعہ قادیان 2010ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جمعہ کے دن نہانے، تیل اور خوشبو لگانے اور خاموشی اور غور سے خطبہ سننے کی فضیلت

(883) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نہاتا ہے اور جہاں تک اس کیلئے پاک وصاف ہونا ممکن ہے پاک وصاف ہوتا ہے اور اپنے تیل میں سے تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لگاتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان گھس کر ان کو الگ نہیں کرتا۔ پھر نماز پڑھتا ہے جتنی اس کیلئے مقدر ہو۔ اس کے بعد جب امام لوگوں سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ خاموشی سے سنتا ہے تو اس کے جو بھی گناہ اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک ہوں گے ان سے اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

(887) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے اسکا خیال نہ ہوتا کہ مَیں اپنی اُمت کو تکلیف میں ڈال دوں گا یا یہ فرمایا کہ اگر لوگوں کی تکلیف کا مجھے خیال نہ ہوتا تو مَیں اُنہیں ضرور ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

(888) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے مسواک کے بارہ میں تمہیں بارہا تاکید کی ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجمعہ، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اکتوبر 2020ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

درس حضور انور رمضان المبارک 2009

خطاب حضور انور سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے 2009

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

ملکی رپورٹس واعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ☆ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

ملّا جو میری دعوت پر نکتہ چینی کرتے ہیں اس طریق پر مجھے آزمائیں کہ اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ کرائیں مغلوب رہا تو تمام جائیداد اُسکے حوالہ کر دُونگا

یہ چیلنج ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء کتاب آئینہ کمالات اسلام سے پیش کر رہے ہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک خط جو انہوں نے آپؑ کو لکھا تھا شائع فرمایا ہے جس میں حضرت نواب صاحبؓ نے لکھا کہ جب سے آپؑ نے مثیل مسیح کا دعویٰ کیا ہے عجیب تذبذب کی حالت ہے۔ کبھی آپؑ کا دعویٰ درست معلوم ہوتا ہے اور کبھی شکوک و شبہات کا غلبہ ہوتا ہے۔ لہٰذا صداقت کے ثبوت کیلئے مندرجہ ذیل امور ہونے چاہئیں۔ (1) مخالفین کو مباہلہ کیلئے بلایا جائے۔ (2) کوئی امور خارق عادت چاہئے تا لوگوں پر حجت قائم ہو جائے وغیرہ۔ جواب دینے سے پہلے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ وضاحت فرمادی کہ ”یہ خط نواب صاحب موصوف نے کسی اَور طالب حق کی تحریک سے لکھا ہے ورنہ خود نواب صاحب اس عاجز سے ایک خاص تعلق اخلاص و محبت رکھتے ہیں اور اس سلسلہ کے حامی بدل و جان ہیں۔“ اس کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خط کا جواب تحریر فرمایا اور تمام امور مستفسرہ کے ساتھ ساتھ اپنی صداقت کے پانچ دلائل بھی بیان فرمائے۔ جواب سے پہلے آپؑ نے لکھا کہ ”اس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں۔ یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے نام ہے لیکن اس کی بہت سی عبارتیں دوسروں کے اَوہام دُور کرنے کیلئے ہیں گو بظاہر آپ ہی مخاطب ہیں۔“ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کی جو چوتھی دلیل بیان فرمائی اس میں آپ نے مندرجہ بالا پُرشوکت انعامی چیلنج بھی تحریر فرمایا۔ ذیل میں ہم آپؑ کے بیان فرمودہ آپؑ کی صداقت کے پانچوں دلائل درج کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

”ہاں طالبِ حق ایک سوال بھی اس جگہ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کیلئے کون سے قرائن موجود ہیں کیونکہ کسی مدعی کی صداقت ماننے کیلئے قرائن تو چاہئے خصوصاً آج کل کے زمانہ میں جو مکر اور فریب اور بد دیانتی سے بھرا ہوا ہے اور دعاوی باطلہ کا بازار گرم ہے، اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کیلئے بطور علامات اور قرائن کے ہیں۔

(1) اوّل وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دیگا اور اسکی کمزوریوں کو دُور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اس کو لے آویگا۔ اس پیشگوئی کے رو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودھویں صدی پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کیلئے پیش قدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ اس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ میں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

(2) اس بات کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدد ہونے کیلئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اسکے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جسکو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہم کلام ہو اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیل موسیٰ ہو، یہ تمام نام اسکے حق میں جائز ہیں۔ مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے۔ پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہوگئی اور کسی خدمت دین کیلئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلّ شانہٗ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دیکر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اسکا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے؟ (آئینہ کمالات اسلام ر.خ.ج5 صفحہ 340-341)

(3) تیسری علامت اِس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے یہاں تک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال بتصریح بتلایا ہے جیسا کہ نشان آسمانی میں لکھ چکا ہوں۔

(4) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کیلئے مذاہب غیر کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہوگا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا۔ اب جو ہماری قوم کے ملّا مولوی لوگ اس دعوت میں نکتہ چینی کرتے ہیں درحقیقت یہ ان کی دروغ گوئی اور نجاست خواری ہے مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالف دین میرے سامنے مقابلہ کیلئے آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔ پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہہ دیں کہ یہ شخص درحقیقت مفتری ہے اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا۔ **میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائیداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے بحالت دروغ گو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دے دوں گا۔** اگر وہ دروغ گو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھہرائی ہے اور تہہِ دل سے بیان کی ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کیلئے طیار ہوں اور اشتہار دینے کیلئے مستعد بلکہ میں نے تو بارہ ہزار اشتہار شائع کر دیا ہے بلکہ میں بلاتا بلاتا تھک گیا کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں آیا میری سچائی کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ میں اس مقابلہ کیلئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دے کہ میں صرف یکطرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو طیار ہوں اور اگر امر خارق عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کر سکوں تو فی الفور اسلام قبول کروں گا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے۔ کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بے دین کہتے ہیں اور دجال نام رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اس کا امتحان کر لیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں۔

(5) پانچویں علامت اِس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں ان کے ملہموں کو چاہئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کارد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو کفر کے فتوے دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنے جن کو مخاطب ہونے کیلئے الہام الٰہی مجھ کو ہو گیا ہے پہلے لکھ دیں اور شائع کرا دیں کہ اگر کوئی خارق عادت امر دیکھیں تو بلا چون و چرا دعویٰ کو منظور کر لیں میں اس کام کیلئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف ائمۃ الکفر سے کروں انہیں سے مباہلہ کروں اور انہیں سے اگر وہ چاہیں یہ مقابلہ کروں مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کریں گے کیونکہ حقانیت کے اُن کے دلوں پر رعب ہیں اور وہ اپنے ظلم اور زیادتی کو خوب جانتے ہیں وہ ہرگز مباہلہ بھی نہیں کریں گے مگر میری طرف سے عنقریب کتاب دافع الوساوس میں ان کے نام اشتہار جاری ہو جائیں گے۔

رہے احاد الناس کہ جو امام اور فضلا، علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے ان کیلئے مجھے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خوارق دیکھنا چاہتے ہیں تو صحبت میں رہیں خدائے تعالیٰ غنی بے نیاز ہے جب تک کسی میں تذلل اور انکسار نہیں دیکھتا اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنی حجت دنیا پر پوری کر دے گا اور کچھ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ وہ اپنے نشان دکھاوے گا لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور وہ صادق ہیں جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے ”کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔“ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کیلئے مستعد ہیں ان کیلئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں وہ بیوقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذاب میں ہو سکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کیلئے طیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی۔ اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غم خوار ہوئے۔ اور ناشناسا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالیٰ کی اُن پر رحمت ہو۔“ (ایضاً صفحہ 347 تا 349)

آئندہ انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش کردہ ایک اور انعامی چیلنج ہم قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

اے معاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا اور یہ ہرگز نہ چھوڑنا کہ تم کہو کہ اَللّٰھُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (الحدیث)

افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کیلئے محبت کرو اور اللہ ہی کیلئے تم نفرت کرو

اور تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رکھو، اور تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کیلئے اس چیز کو ناپسند کرو جو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو

قاریٔ قرآن، محبوبِ رسولؐ، فقہی معاملات میں صائب الرائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

تین مرحومین مکرم مولوی فرزان خان صاحب مبلغ انچارج ضلع خوردہ و نیا گڑھ اڈیشہ انڈیا،

مکرم عبداللہ مُلُسِیکو صاحب لوکل مشنری ملائشیا اور مکرم عبدالواحد صاحب معلّم سلسلہ قادیان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 اکتوبر 2020ء بمطابق 23 اخاء 1399 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج جن صحابی کا مَیں ذکر کروں گا ان کا نام ہے حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ۔ آپؓ کا نام مُعاذ تھا۔ آپؓ کے والد کا نام جَبَل بن عَمر و اور والدہ کا نام ہند بنت سَہَل تھا جو جُہینہ قبیلے کی شاخ بنو رَبعَہ سے تھیں۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔ آپ کا تعلق خزرج قبیلے کی شاخ اُدَیّ بن سَعد بن علی سے تھا۔ سیر الصحابہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ سعد بن علی کے دو بیٹے تھے سَلِمَہ اور اُدَیّ۔ سَلِمَہ کی نسل سے بنو سَلِمَہ ہیں۔ اسلام کے زمانے میں اُدی بن سعد کے خاندان میں سے صرف دو شخص باقی تھے۔ ایک حضرت مُعاذؓ اور دوسرے ان کے صاحبزادے عبد الرحمٰن۔ بنو اُدَیّ کے مکانات بنو سَلِمَہ کے پڑوس میں واقع تھے۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ انتہائی سفید، خوبصورت چہرے والے، چمکدار دانتوں والے، سُرمگیں آنکھوں والے تھے۔ آپؓ اپنی قوم کے نوجوانوں میں سے زیادہ خوبصورت نوجوان اور زیادہ سخی تھے۔ اَبُونُعیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ انصار کے نوجوانوں میں سے بردباری، حیا اور سخاوت میں بہتر تھے۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بیعتِ عقبہ ثانیہ میں ستّر انصار کے ہمراہ شریک ہوئے اور قبولِ اسلام کے وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور بعد کے تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں اس وقت شامل ہوئے جب آپؓ کی عمر بیس یا اکیس سال تھی۔ ان کے اَخیَافی بھائی یعنی ایسے بھائی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں، حضرت عبداللہ بن جَدّ بھی غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اُسدالغابہ کے مطابق آپؓ کے اخیافی بھائی کا نام سَہُل بن محمد بن جَدّ ہے اور سہل بنوسلمہ سے تھے۔ اسی وجہ سے بنوسلمہ ان کو بھی اپنے قبیلے میں سے شمار کرتے تھے۔ جب مہاجرینِ مکہ ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مؤاخات حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے کروائی۔

تاریخ کی مختلف کتابوں میں بس یہی حوالہ درج ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے بنوسلمہ کے نوجوانوں کے ساتھ مل کر بنوسلمہ کے بت توڑے تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 5، صفحہ 187، معاذ بن جَبَل دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء) (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 437-438، مُعاذ بن جَبَل ومن سائر بنی سَلِمَۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1990ء) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ، جلد 6، صفحہ 107-108، معاذ بن جَبَل، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء) (سیر الصحابہ جلد سوم، صفحہ 497، معاذ بن جَبَل، دار الاشاعت کراچی 2004ء)

پہلے ایک صحابی کے ذکر میں یہ واقعہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ کس طرح اپنے خاندان کے، گھر والوں کے بت توڑتے تھے اور یہاں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت عمرو بن جَمُوحؓ نے اپنے گھر میں ہی لکڑی کا ایک بت بنا کر اس 'مَنات' کا نام دے رکھا تھا اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقعے پر بنو سَلِمَہ کے بعض نوجوانوں نے بیعت کی۔ ان میں حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بھی تھے۔ خود عمرو کے بیٹے مُعاذ نے بھی بیعت کر لی تھی اور یہ واقعہ جو مَیں کہہ رہا ہوں یہ پہلے مُعاذ بن عمرو کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ تو کہتے ہیں انہوں نے اپنے والد عمرو کو اسلام کی طرف بلانے کیلئے تدبیر کی کہ حضرت عمرو کا وہ بت جسے انہوں نے اپنے گھر میں سجا رکھا تھا، رات کو اسے اٹھا کے کوڑے کا جو گڑھا تھا، ڈھیر تھا وہاں پھینک آتے تھے اور جن لڑکوں کی مدد لیا کرتے تھے ان میں حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بھی شامل تھے۔ بہرحال ایک دن اس کوڑے میں انہوں نے اٹھا کے پھینک دیا۔ عَمرو اسے تلاش کر کے اپنے گھر لے آئے اور کہا کہ اگر مجھے اس شخص کا پتہ چل جائے جو میرے بت کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے تو مَیں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔ اگلے دن پھر ان نوجوانوں نے اس بت کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ وہ پھر گڑھے میں الٹا پڑا تھا۔ وہ پھر اسے اٹھا کے لے آئے۔ تیسرے دن پھر اس بت کو صاف ستھرا کر کے سجا کے رکھا اور ساتھ اپنی تلوار ٹانگ دی اور بت کو مخاطب کر کے کہا کہ خدا کی قسم! مجھے نہیں پتہ کہ کون تمہارے ساتھ یہ حرکتیں کرتا ہے لیکن اب مَیں تلوار بھی تمہارے ساتھ چھوڑ کے جا رہا ہوں اپنی حفاظت اب خود کر لینا، تلوار اب تمہارے پاس ہے۔ اگلے دن پھر حضرت عمرو نے دیکھا کہ بت اپنی جگہ موجود نہیں ہے اور پھر محلے کے اسی گڑھے کے اندر ایک مُردہ کتے کے گلے میں وہ بندھا ہوا پڑا مل گیا۔ یہ دیکھ کے وہ بہت سٹپٹائے اور سخت پریشان ہو کر سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ وہ بت جسے مَیں نے خدا بنا کر رکھا ہوا ہے اس میں تو اتنی قدرت اور طاقت بھی نہیں ہے کہ تلوار پاس ہوتے ہوئے اپنے آپ کو بچا سکے، اس نے میری کیا حفاظت کرنی ہے اور پھر اس پر مزید یہ کہ ایک مردہ کتا اس کے گلے میں پڑا ہوا ہے۔ پھر یہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ بہرحال یہ بات پھر ان کو اسلام کی طرف مائل کرنے والی بنی اور اسلام قبول کرنے کا موجب بن گئی۔

(ماخوذ از اسد الغابہ، جلد 4 صفحہ 195، عمرو بن الجموح دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و اخلاص کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو گریہ وزاری کی آواز گلیوں سے آ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے شہدا پر رو رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا حمزہؓ کیلئے کوئی رونے والا نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کیلئے بخشش کی دعا کی۔ جب حضرت سَعد بن مُعاذؓ اور حضرت سَعد بن عُبادہؓ اور حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ سنا تو وہ اپنے اپنے محلّوں میں گئے اور مدینے کی رونے والیوں اور نوحہ کرنے والیوں کو اکٹھا کر کے لائے۔ انہوں نے کہا کہ اب کوئی انصار کے شہدا پر نہیں روئے گا جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر نہ رو لو کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ مدینے میں حمزہؓ کیلئے رونے والا کوئی نہیں۔ یہ عشق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپؐ کی وجہ سے کہ آپؐ کو حضرت حمزہؓ کی تکلیف پہنچی۔ (ماخوذ از السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، جلد 3، صفحہ 95-96، غزوۃ احد دار المعرفۃ بیروت 1986ء) گو کہ رونا اور نوحہ کرنا منع ہے لیکن یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وقت کیلئے اجازت دی یا لوگوں کے جذبات کو دیکھ کے خود اظہار کیا کہ کاش کہ حمزہؓ کیلئے بھی جذبات کا اظہار ہوتا لیکن بہرحال یہ نوحہ کرنا عمومی طور پر اسلام میں منع ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ حنین جو ہے وہ مکے کے شمال مشرق میں طائف کے قریب ایک وادی ہے تو آپؐ نے حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کو مکے میں پیچھے چھوڑا تا کہ وہ اہل مکہ کو دین سکھائیں اور انہیں قرآن پڑھائیں۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 265 ''معاذ بن جَبَل'' دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء) (فرہنگ سیرت، صفحہ 109، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے غزوہ تبوک میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت کَعب بن مالِکؓ کے بارے میں پوچھا جو اس وقت مدینہ میں ہی رہ گئے تھے تو بنوسلمہ کے ایک شخص نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت کعب بن مالک کی برائی کی تو حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ نے اس شخص کو ڈانٹا اور کہا یا رسول اللہؐ! ہم نے تو ان میں بھلائی ہی دیکھی ہے۔ کوئی برائی نہیں دیکھی۔

(ماخوذ از صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک......الخ حدیث 4418)

یہ تھے اعلیٰ اخلاق کہ پیچھے کسی کی برائی نہیں کرنی۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت انسؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن جمع کیا وہ سب انصار میں سے ہیں۔ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت ابوزیدؓ۔ حضرت ابوزیدؓ حضرت انسؓ کے چچا تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل اُبَیّ بن کعب......حدیث 2465)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ چار شخصوں سے قرآن سیکھو ابن مسعودؓ اور ابوحذیفہ کے غلام سالمؓ اور اُبَی بن کعبؓ اور مُعاذ بن جَبَلؓ سے۔ (صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب مُعاذ بن جَبَل، حدیث 3806)

یہ بخاری کی روایت ہے جو مَیں نے پہلے پڑھی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت کعبؓ کے ذکر میں پہلے بھی کچھ وضاحت ہوئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھانے والے استادوں کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی جو سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفظ کر کے آگے لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ یہ چار چوٹی کے استاد تھے جن کا کام یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن پڑھیں اور لوگوں کو قرآن شریف پڑھائیں۔ پھر ان کے ماتحت اَور بہت سے صحابہ ایسے تھے جو لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے۔ ان چار بڑے استادوں کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ، سالم مولیٰ ابی حُذَیفہؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ، اُبَی بن کعبؓ۔ ان میں سے پہلے دو مہاجر ہیں اور دوسرے دو انصاری۔ کاموں کے لحاظ سے عبداللہ بن مسعودؓ ایک مزدور تھے، سالمؓ ایک آزاد شدہ غلام تھے، مُعاذ بن جَبَلؓ اور ابی بن کعبؓ مدینے کے رؤساء میں سے تھے۔ گویا ہر گروہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گروہوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قاری مقرر کر دیے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ (مِنْ) عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ سَالِمٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ۔ جن لوگوں نے قرآن پڑھنا ہو وہ ان چار سے قرآن پڑھیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، مُعاذ بن جَبَلؓ اور ابی بن کعبؓ سے۔

یہ چار تو وہ تھے جنہوں نے سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا یا آپؐ کو سنا کر اس کی تصحیح کرا لی لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست بھی کچھ نہ کچھ قرآن سیکھتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک لفظ کو اَور طرح پڑھا تو حضرت عمرؓ نے ان کو روکا اور کہا کہ اس طرح نہیں، اس طرح پڑھنا چاہیے۔ اس پر عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا نہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سکھایا ہے۔ حضرت عمرؓ ان کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ قرآن غلط پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ پڑھ کے سناؤ۔ جب انہوں نے پڑھ کر سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ٹھیک ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے تو آپؐ نے یہ لفظ اَور رنگ میں سکھایا ہے آپؐ نے فرمایا وہ بھی ٹھیک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف یہی چار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن نہیں پڑھتے تھے بلکہ دوسرے لوگ بھی پڑھتے تھے چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ سوال کہ مجھے آپؐ نے اس طرح پڑھایا ہے بتاتا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے۔

(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 427-428)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امّت میں سے میری امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ (میری امّت میں سے میری امّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں) اور اللہ کے دین میں ان سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ حیا والے عثمانؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ اللہ کی کتاب قرآن کو جاننے والے ابی بن کعبؓ ہیں اور ان میں سب سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے مُعاذ بن جَبَلؓ ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ فرائض کو جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ سنو! ہر امّت کیلئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امّت کے امین ابوعُبَیدہ بن جَرّاحؓ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب افتتاح الکتاب فی الایمان وفضائل الصحابۃ والعلم، باب فضائل خباب، حدیث 154)

یہ روایت پہلے بھی کم و بیش اسی طرح بیان ہو چکی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہی اچھے آدمی ہیں ابوبکرؓ۔ کیا ہی اچھے آدمی ہیں عمرؓ۔ کیا ہی اچھے آدمی ہیں ابوعُبَیدہ بن الجرّاحؓ۔ کیا ہی اچھے آدمی ہیں اُسَید بن حُضَیرؓ۔ اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں ثابت بن قیس بن شَمّاسؓ۔ اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں مُعاذ بن جَبَلؓ۔ اور کیا ہی اچھے آدمی ہیں مُعاذ بن عَمرو بن جَموحؓ۔ مسند احمد بن حنبل کی یہ روایت ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند ابوہریرہ، جلد 3 صفحہ 502 حدیث 9421 عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

پھر حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے مُعاذ! مَیں یقیناً تم سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت مُعاذؓ نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں مَیں بھی آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے مُعاذ! مَیں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ ذکر کرنا اور یہ ہرگز نہ چھوڑنا کہ تم کہو کہ اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ کہ اے میرے اللہ! میری مدد فرما اپنے ذکر کیلئے اور اپنے شکر کیلئے اور اپنی عبادت کی خوبصورتی کیلئے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند مُعاذ بن جَبَل، جلد 7، صفحہ 380، حدیث 22470 عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مَیں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں تو حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھ لیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند مُعاذ بن جَبَل، جلد 7، صفحہ 374، حدیث 22450 عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

حضرت مُعاذؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کیلئے محبت کرو اور اللہ ہی کیلئے تم نفرت کرو اور تم اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رکھو۔ حضرت مُعاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اَور کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ (تم لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو) اور ان کیلئے اس چیز کو ناپسند کرو جو تم اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند مُعاذ بن جَبَل، جلد 7، صفحہ 385، حدیث 22481، عالم الکتب بیروت لبنان 1998ء)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت مُعاذؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر وہ اپنے لوگوں کے پاس آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب اذا صلی ثم ام قوما، حدیث 711)

پہلے مسجدِ نبوی میں آ کے نماز پڑھتے۔ پھر اپنے محلے میں چلے جاتے۔ وہاں جا کے اپنے لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعاذؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آ کر اپنے لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ ایک رات انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی پھر اپنے لوگوں کے پاس آ کر ان کی امامت کی تو اس میں سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ اس پر ایک آدمی الگ ہو گیا اور سلام پھیرا اور اکیلے نماز پڑھی اور جانے لگا۔ دیکھا کہ لمبی سورت پڑھ رہے ہیں تو سلام پھیر کے الگ ہو گیا اور آ کے علیحدہ نماز پڑھ لی۔ اس پر لوگوں نے اسے کہا کہ اے فلاں! کیا تُو منافق ہو گیا ہے؟ اسے بُرا بھلا کہا۔ اسے کہا تم منافق ہو گئے ہو تم نے باجماعت نماز چھوڑی ہے اور علیحدہ نماز پڑھ رہے ہو۔ اس پر اس نے جواب دیا۔ نہیں، خدا کی قسم! مَیں منافق نہیں ہوں اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا اور ضرور آپؐ کو یہ بتاؤں گا کہ مَیں نے یہ کیا تھا۔ منافقت ہوتی تو مَیں چُھپ جاتا۔ مَیں تو یہ بات جا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاؤں گا۔ چنانچہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم پانی لانے والے اونٹ رکھتے ہیں یعنی اونٹوں پر پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کے جاتے ہیں اور لوگوں کے گھروں میں پانی پہنچاتے ہیں تو دن بھر کام کرتے ہیں اور حضرت مُعاذؓ نے آپؐ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی پھر آ کر سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی پھر ہمارے پاس ہمارے محلے میں آئے اور نماز شروع کر دی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مُعاذؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے مُعاذ! کیا تم آزمائش میں ڈالنے والے ہو؟ لوگوں کو کیوں مشکل میں ڈالتے ہو؟ یہ پڑھا کرو۔ اور پھر آپؐ نے بتایا کہ سورتوں میں کیا پڑھنا ہے۔ یہ پڑھا کرو۔ دو دفعہ کہا یہ پڑھا کرو۔ یہ پڑھا کرو۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور وَالضُّحٰى، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى کی تلاوت کیا کرو۔ یہ چار مثال کے طور پر آپؐ نے ان کو بیان فرمائیں۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی العشاء، حدیث نمبر 465)

بخاری میں ایک روایت اس طرح بھی بیان ہوئی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے تھے کہ سامنے سے ایک آدمی پانی اٹھانے والے دو اونٹ لیے آ رہا تھا۔ رات ہو چکی تھی اور اس نے اتفاق سے حضرت مُعاذؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ مسجد میں نماز ہو رہی تھی۔ وہ امامت کرا رہے تھے تو اس نے اپنے اونٹ بٹھا دیے اور حضرت مُعاذؓ کی طرف چلا آیا۔ حضرت مُعاذؓ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء پڑھی تو وہ نماز چھوڑ کر چلا گیا۔ اسے خبر پہنچی کہ حضرت مُعاذؓ نے اس بات کا بُرا منایا ہے تو وہ آدمی جو اونٹوں والا تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت مُعاذؓ کی شکایت کی۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اے مُعاذ! تم تو بہت ہی ابتلا میں ڈالنے والے ہو۔ کیوں لوگوں کو ابتلا میں ڈالتے ہو؟ اتنی لمبی لمبی سورتیں پڑھ کے ابتلا میں ڈالنے والے ہو۔ کیوں نہ تم نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى پڑھی کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے اور کمزور اور حاجت مند بھی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بخاری کی روایت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من شکا امامہ اذا طول، حدیث 705)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کو نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الغاشیہ، سورۃ الفجر اور اسی قسم کی بعض اَور سورتوں کو عام طور پر فرض نمازوں میں پڑھنا زیادہ پسند فرمایا کرتے تھے۔ نسائی نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی ان کے ساتھ پیچھے سے آ کر شامل ہوا۔ حضرت مُعاذؓ نے نماز لمبی شروع کر دی۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے سورۂ آل عمران یا سورۂ نساء کی تلاوت شروع کر دی تھی۔ جب نماز لمبی ہوگئی تو اس نے اپنی نماز توڑ کر ایک دوسرے کونے میں جا کر علیحدہ نماز شروع کر دی اور فارغ ہو کر چلا گیا۔ نماز کے بعد کسی شخص نے حضرت مُعاذؓ سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ آپؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپؓ کے ساتھ نماز شروع کی مگر جب آپؓ نے نماز میں دیر لگا دی تو وہ نماز توڑ کر علیحدہ ہو گیا اور ایک کونے میں نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت مُعاذؓ نے کہا وہ منافق ہوگا۔ پھر انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس واقعے کا ذکر کیا۔ یہاں آپ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت مُعاذؓ نے خود ذکر کیا اور کہا یا رسول اللہؐ! مَیں نماز پڑھا رہا تھا کہ پیچھے فلاں شخص آ کر شامل ہوا مگر جب نماز لمبی ہوگئی تو وہ نماز توڑ کر الگ ہو گیا اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی گئی ہے تو وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ! مَیں آیا تو یہ نماز پڑھا رہے تھے۔ میں ان کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا مگر انہوں نے نماز لمبی کر دی۔ آخر ہم کام کرنے والے آدمی ہیں۔ میری اونٹنی بغیر چارے کے کھڑی تھی۔ مَیں نے نماز توڑ کر مسجد کے ایک کونے میں اپنی نماز ختم کر لی اور پھر گھر جا کر اپنی اونٹنی کو چارہ ڈالا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر حضرت مُعاذؓ پر ناراض ہوئے اور ان سے فرمایا مُعاذ کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو؟ تمہیں سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّكَ الۡاَعۡلَى، وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا، وَالۡفَجۡرِ اور وَالَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰى کے پڑھنے میں کیا تکلیف ہوتی تھی؟ تم نے یہ سورتیں کیوں نہ پڑھیں اور لمبی سورتیں کیوں پڑھنا شروع کر دیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سورتوں کو اوسط سورتوں میں قرار دیا ہے۔ خاص اوقات میں انسان بے شک لمبی سورتیں پڑھ لے یا تکلیف اور بیماری کی صورت میں چھوٹی سورتیں پڑھ لے لیکن اوسط سورتیں یہی ہیں جن کو عام طور پر بالجہر نمازوں میں پڑھنا چاہئے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 479، تفسیر سورہ الفجر)

بہرحال یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ضروری نہیں کہ یہی سورتیں پڑھی جائیں۔ صرف اصولی ہدایت یہ ہے کہ جب باجماعت نماز ادا ہو رہی ہو تو زیادہ لمبی سورتیں نہیں پڑھنی۔ لیکن اپنے حالات کے مطابق اور بعض لوگوں کو جس جس طرح سورتیں حفظ ہوتی ہیں، بعض کو چھوٹی سورتیں حفظ ہیں۔ امامت کیلئے اور کوئی بھی نہیں ملتا اور اسی کو نماز پڑھانی پڑتی ہے تو وہ بھی پڑھائی جاسکتی ہیں۔ اصولی ہدایت یہ ہے کہ باجماعت نماز میں لمبی سورتیں نہیں پڑھانی کیونکہ مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بوڑھے بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی ہوتے ہیں، کام کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ کہتے ہیں کہ مَیں سواری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپؐ کے درمیان کجاوہ کا پچھلا حصہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے مُعاذ بن جَبَل! مَیں نے کہا مَیں حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! اور یہ میری سعادت ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے مُعاذ بن جَبَل! مَیں نے پھر عرض کیا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے مُعاذ بن جَبَل! مَیں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ یعنی بندے اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر آپؐ کچھ دیر چلے اور فرمایا اے مُعاذ بن جَبَل! مَیں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ! میری سعادت ہے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ پہلے تو اللہ کا حق ہے جو بندوں نے ادا کرنا ہے۔ اب بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ جب وہ ایسا کریں، جب وہ بات مان لیں بندے اپنا حق ادا کر دیں تو پھر بندوں کا اللہ پر کیا حق بن جاتا ہے تو مَیں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ جو اس طرح اللہ تعالیٰ کی بات ماننے والے ہیں پھر یہ بندوں کا حق بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب الدلیل علی من مات علی التوحید......حدیث 30)

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک دن مَیں آپؐ کے قریب ہوا اور ہم چل رہے تھے تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے آگ سے دور کر دے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے تو ایک بڑی بات پوچھی ہے۔ بہت بڑی بات ہے یہ۔ ہاں یہ بات اس کیلئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا کیا میں خیر کے دروازوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ یہ بات بیان کر کے پھر آپؐ نے فرمایا کہ خیر کے دروازوں کے متعلق بتاتا ہوں۔ فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور رات کے درمیان آدمی کا نماز پڑھنا یعنی تہجد پڑھنا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ۖ وَّ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ۔ فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِىَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ یعنی کہ ان کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں جبکہ وہ اپنے رب کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں۔ تَتَجَافٰى جُنُوۡبُهُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ ان کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے اس کی جزا کے طور پر جو وہ کیا کرتے تھے۔

پھر فرمایا کیا مَیں تم کو ان سب کی بلند چوٹی اور اس کا ستون اور اس کی بلندی کا اوپر کا حصہ نہ بتاؤں۔ فرمایا وہ جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا مَیں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس پر اس سب کا مدار ہے یعنی بنیاد ہے۔ اس کے گرد ساری چیزیں گھومتی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہؐ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا کہ اس کو روک رکھو۔ زبان کو پکڑ کے فرمایا اس کو روک رکھو۔ مَیں نے عرض کیا اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا مؤاخذہ اس پر ہوگا جو ہم اس کے ذریعے کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا بھلا ہو اے مُعاذ! لوگوں کو اوندھے منہ آگ میں نہیں گراتی مگر ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، حدیث 3973)

یعنی جو تم زبان سے باتیں کرتے ہو، تیز باتیں کرتے ہو۔ زبان سے دیے گئے زخم ایسے ہیں جو جذباتی تکلیفیں بھی پہنچاتے ہیں۔ جو فتنہ پیدا کرتے ہیں اور بہت ساری برائیاں جن سے پیدا ہوتی ہیں تو یہ چیزیں، زبان سے کہی ہوئی باتیں جب زبان بیان کر رہی ہو، برائیاں بیان کر رہی ہو یا برائی کا ذریعہ بن رہی ہو تو پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ ان کو اوندھے منہ آگ پر گرانے والی ہوتی ہیں۔ اس لیے زبان کو سنبھال کے استعمال کرو اور اس سے اچھی اچھی باتیں ادا کی جائیں۔

حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے کہ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں مدینے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 265 مُعاذ بن جَبَل، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

محمد بن سَہل بن اَبُو خَیثَمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین کے تین آدمی اور انصار میں سے تین آدمی فتویٰ دیا کرتے تھے وہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ، حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 267، باب اھل العلم والفتویٰ من اصحاب رسول اللہؐ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب کوئی ایسا امر پیش آتا جس میں وہ اہل الرائے اور اہل فقہ کا مشورہ لینا چاہتے تو آپؓ مہاجرین و انصار کے آدمیوں کو بلاتے۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو بلاتے۔ یہ سارے حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 267، باب اھل العلم والفتویٰ من اصحاب رسول اللہؐ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

یعنی کہ افتاء کمیٹی کے یہ ممبر تھے یا ان کو آپؓ نے اختیار دیا تھا کہ فتوے دے دیا کرو اپنے اس علم کی بنا پر جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں شام چلے گئے اور وہاں بود و باش اختیار کر لی۔ جس وقت حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ شام روانہ ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان کی روانگی نے مدینہ اور اہل مدینہ کو فقہ میں اور جن امور میں وہ ان کو فتویٰ دیا کرتے تھے محتاج بنا دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ لوگوں کو ان کی ضرورت ہے، انہیں روک لیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ جس شخص نے ارادہ کر لیا ہوا اور وہ شہادت چاہتا ہو مَیں اس کو نہیں روک سکتا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا بخدا آدمی کو اس کے بستر پر بھی شہادت عطا کر دی جاتی ہے۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد 2، صفحہ 265، مُعاذ بن جَبَل، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ثَور بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ جب رات کو نماز تہجد ادا کرتے تھے تو یہ دعا مانگا

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىۡ لِلۡاِيۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا

(آل عمران: 194)

ترجمہ: اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم نے ایک منادی کرنیوالے کو سُنا جو ایمان کی منادی کر رہا تھا کہ اپنے ربّ پر ایمان لے آؤ پس ہم ایمان لے آئے۔

DAR FRUIT CO. **KULGAM**
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

کرتے تھے کہ اے اللہ! آنکھیں سوئی ہوئی ہیں اور ستارے ٹمٹما رہے ہیں۔ تُو حیّ و قیوم ہے۔ اے اللہ! جنت کیلئے میری طلب سست ہے اور آگ سے میرا بھاگنا کمزور اور ضعیف ہے۔ اے اللہ! میرے لیے اپنے ہاں ہدایت رکھ دے جسے قیامت کے روز تُو مجھے لوٹا دے۔ یقیناً تُو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 5، صفحہ 188، معاذ بن جَبَل دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

کیا خوف اور خشیت کا مقام ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حضرت مُعاذؓ پالان پر آپؐ کے پیچھے سوار تھے فرمایا اے مُعاذ بن جَبَل! انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! حاضر ہوں، حضورؐ کی خدمت میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اے مُعاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ فرمایا مُعاذ! انہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہؐ! آپؐ کی خدمت میں ہوں۔ تین بار آپؐ نے پکارا۔ پھر فرمایا جو کوئی بھی اپنے دل کی سچائی سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ ضرور اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا مَیں لوگوں کو اس کے متعلق خبر نہ دوں؟ وہ خوش ہو جائیں گے۔ یہ باتیں لوگوں کو جا کے بتاؤں؟ آپؐ نے فرمایا تب تو وہ بھروسا کر لیں گے کہ اتنی بات کہہ لی ہے اور باقی نیکیاں نہیں کریں گے، اس لیے لوگوں کو نہیں بتانا۔ حضرت مُعاذؓ نے مرتے وقت یہ بات بتلائی تھی کہ وہ گناہ سے بچ جائیں۔ یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بات کو آگے نہیں بتایا۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما...... حدیث 128)

یہ ان کا خیال تھا کہ شاید یہ بات مجھے مرتے ہوئے آگے صاحبِ علم لوگوں کو پہنچا دینی چاہیے۔ پھر آپؓ نے بتائی لیکن اپنی زندگی یا صحت کی حالت میں نہیں بتائی۔ حضرت ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے بعض حدیثیں جو اس سے متعلقہ ہیں ان کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ پھر اس کو بھی یہاں بیان کیا ہے کہ یہاں یہ بات جو کی گئی ہے کہ کسی علمی بات کو خاص لوگوں میں محدود کرنا۔ کیونکہ یہ علمی بات ہے اس لیے اس کو خاص لوگوں میں محدود کرنا ہے کیونکہ عام لوگ اس کے صحیح مطلب تک نہ پہنچنے کی وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔ صرف اتنا کہہ دینا اور باقی کوئی عمل نہ کرنا۔ یہ نہ ہو کہ ایک بات پہنچ جائے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ دیا اور کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ اب ایسے بھی دیکھیں کہ اس کے باوجود عملاً مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ صرف نام کے مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھ کے سمجھتے ہیں کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

پھر حضرت شاہ صاحبؓ لکھتے ہیں۔ وہ مختلف احادیث بیان کر رہے تھے اور یہ بھی اس میں شامل تھی کہ اس حدیث نے اس قسم کی باتوں کی نوعیت واضح کر دی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ مسلم نے بھی حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت صحیح سند سے بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا یَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃٌ۔ ان ارشادات نبویہؐ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق مخاطب کرنا چاہیے کیونکہ بعض باتیں فتنے میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ بہرحال وہ پھر آگے لکھتے ہیں کہ ہم اب بھی دیکھتے ہیں کہ مومن ساز لوگوں نے کس طرح لا الہ الا اللہ کے محض زبانی اقرار کو اپنے لیے آڑ بنا رکھا ہے اور شریعت کی تکلیفوں سے بنی نوع انسان کو آزاد کر کے ان کو ایمان کا سرٹیفکیٹ دے دینا چاہتے ہیں اور صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ یعنی اس کے ضروری لوازمات کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ ہر مولوی، ہر منبر کا خطبہ دینے والا وہ سمجھتا ہے کہ جو میرے پیچھے نمازیں پڑھ رہا ہے اس نے وہی کلمہ پڑھ لیا تو سرٹیفکیٹ مل گیا۔ باقی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ زبان سے اقرار کرنے والے انہی مومنوں کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایمان اس وقت نہ دلوں میں ہوگا نہ زبان پر بلکہ ثریا پر ہوگا۔ یہ آخری زمانے کے بارے میں ہے۔ جبکہ وہ لوگ موجود تھے اور یہ کلمہ پڑھنے والی بات بھی آپؐ نے کہی تھی۔ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ لَا یُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا۔ یعنی جو شخص موت تک ہر قسم کے شرک سے بچتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مُعاذؓ کو دو تین دفعہ مخاطب کر کے خاموش ہو جانا اور پھر یہ بات بتلانا یہ اسی اصل کے مطابق ہے کہ آپؐ نے جستجو کے متعلق احساس اور خواہش کو ابھارا ہے۔ دو تین دفعہ جب انہوں نے کہا حاضر ہوں، حاضر ہوں، لبیک تو توجہ پیدا ہوئی، شوق پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمانا چاہتے ہیں۔ جب جوش اور ایک خالص توجہ پیدا ہو گئی تو پھر آپؐ نے ان کو بتایا۔ پھر شاہ صاحب یہ لکھتے ہیں کہ تا آپؐ کی بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور اس کا اثر نفس پہ قائم رہے۔ یہ بات ذہن نشین کرانے کیلئے آپؐ نے تین دفعہ ان کو توجہ دلائی تھی۔ حضرت مُعاذؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا پورا ادب کیا اور مرتے وقت وہ بتلایا کہ مبادا ایک نہایت ضروری بات کے نہ بتانے سے ان سے مؤاخذہ نہ ہو۔

(ماخوذ از صحیح البخاری مترجم، جلد 1، صفحہ 211، 212، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کہے کہ تمہارے علم میں ایک بات آئی اور تم نے آگے نہیں بتائی یعنی علمی بات کم از کم علم رکھنے والے لوگوں تک پہنچ جانی چاہئے۔

ویسے تو آج کل مسلمان ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، کلمہ پڑھ کر سمجھتے ہیں کہ شرک سے پاک ہو گئے ہیں لیکن دل شرک سے بھرے ہوئے ہیں۔ انحصار دنیاوی چیزوں پر ہے۔ بڑے بڑے خطیب بھی دنیاوی چیزوں پہ انحصار کرتے ہیں۔ ان کی اگر اصلی حالت، حقیقت جانی جائے تو یہ جو حدیث پہلے بیان ہوئی ہے، کلمہ پڑھنے والوں پر آگ حرام ہونے کا جو ذکر ہوا ہے اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ جزا اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور کسی انسان کا کام نہیں ہے کہ کسی کلمہ گو، کسی مسلمان پر فتویٰ لگائے کہ کس کو ہم نے مسلمان کہنا ہے اور کس کو غیر مسلم بنانا ہے۔ یہ خود ساختہ فتوے قرآن کی تعلیم کے بھی خلاف ہیں۔ پس آج کل جو مسلمان ربیع الاول کے حوالے سے میلاد النبیؐ بھی منا رہے ہیں تو اصل تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوے کو ہم اپنائیں۔ اپنے علم کے زعم میں صرف اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھیں بلکہ کلمہ گو کے معاملے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے والی ہوں گی۔ ان کی امّت کی طرف سے خوشی پہنچانے والی ہوں گی۔ آپؐ پر درود بھیجنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر کرے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو لاوارث نہیں چھوڑا بلکہ وعدے کے مطابق اور آپ کی پیشگوئی کے مطابق احیائے دین کے لیے مسیح موعود کو بھیجا ہے جو اس کلمہ اور شریعت کے احکام پر عمل کی حقیقت ہمیں بتانے والا ہے تا کہ حقیقت میں جہنم کی آگ ہم پر حرام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کرنے والوں کو بھی عقل دے کہ اس بات کو سمجھیں۔ اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اسلام کی حقیقی تعلیم اور کلمہ کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والا بنائے۔

حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے سال نکلے۔ آپؐ نمازیں جمع کرتے تھے۔ آپؐ ظہر عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی ادا فرماتے۔ ایک روز آپؐ نے نماز میں کچھ تاخیر فرمائی۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کیں۔ پھر اندر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا کیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ چاروں نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔ جب تک وقفہ تھوڑا ہوتا تھا تو ہو سکتا ہے کہ ظہر عصر کی نمازیں عصر کے ساتھ آخری وقت میں جمع کر لی جاتی ہوں اور مغرب عشاء کی مغرب کے پہلے وقت میں۔ بہرحال فرمایا کہ کل تم ان شاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے اور جب تک خوب دن نہ نکل آئے تم اس تک نہیں پہنچو گے۔ یعنی اندازہ لگا کے آپؐ نے بتایا کہ تم لوگ دن کے وقت پہنچو گے۔ پس تم میں سے جو اس کے پاس پہنچے اس کے پانی کو بالکل نہ چھوئے جب تک کہ میں نہ آ جاؤں۔ وہاں پہنچ کے پانی نہ پینے لگ جانا۔ نہ چھیڑنا اس کو جب تک میں اس پہ نہ آ جاؤں۔ راوی کہتے ہیں پھر ہم اس چشمہ پر پہنچے لیکن دو آدمی وہاں ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے اور چشمہ تسمہ کی طرح تھا جس سے تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا، بڑی باریک دھار بن رہی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟ پانی کو چھیڑا تو نہیں؟ ان دونوں نے کہا جی ہاں ہم نے اس میں سے پانی نکالا تھا، پیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو تنبیہ فرمائی کہ میں نے تمہیں روکا تھا تو کیوں تم نے اس کو چھوا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپؐ نے ان کو کہا۔ راوی کہتے ہیں پھر لوگوں نے اس چشمے سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالا یہاں تک کہ ایک برتن میں کچھ پانی جمع ہو گیا۔ بالکل باریک سی دھار پانی کی آ رہی تھی۔ راوی کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور چہرہ دھویا۔ پھر اس پانی کو اس چشمے میں واپس ڈال دیا یعنی وہیں چشمے کے اوپر بیٹھ کے دھویا۔ چہرہ بھی دھویا اور پانی وہیں چشمے میں گرتا جاتا تھا تو چشمہ تیزی سے بہنے لگا جب آپؐ نے منہ ہاتھ دھویا اور وہیں پانی ڈال دیا تو چشمہ جس کی پہلے باریک دھار بن رہی تھی تیزی سے بہنے لگا یہاں تک کہ لوگ خوب سیراب ہو گئے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اے مُعاذؓ! اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو تُو دیکھ لے گا کہ یہ جگہ باغوں سے بھر گئی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث 706)

کتب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معجزہ اس وقت ہوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے مقام پر ابھی پہنچے ہی تھے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ یہ واقعہ تبوک کے مقام سے واپسی پر ایک وادی میں ہوا جس کا نام مُشَقَّق ہے۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 821-822، غزوہ تبوک فی رجب سنۃ تسع، مطبوعہ دار الکتب

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے
اللہ تعالیٰ بھی اس کیلئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے

(مسلم، باب فضل بناء المسجد)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے

(جامع ترمذی، کتاب الزہد)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

بالعلمیۃ بیروت 2001ء)

یہ واقعہ حضرت امام مالکؒ نے اپنی کتاب مؤطا میں بھی بیان کیا ہے۔ محمد بن عبدالباقی زَرْقَانِی نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ابوولید بَاجِی کہتے ہیں کہ یہ غیب کی خبر ہے جو واقع ہو چکی ہے اور حضرت مُعَاذؓ کا خاص طور پر تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا کیونکہ ملک شام منتقل ہو گئے تھے اور وہاں ان کی وفات ہوئی تھی۔ آپؐ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ حضرت مُعَاذؓ یہ جگہ دیکھیں گے اور وہ وادی آپؐ کی برکت کے طفیل درختوں اور باغات کا مجموعہ بن جائے گی۔

علامہ ابن عبدالبرّ کہتے ہیں کہ ابنِ وَضَّاح کہتے ہیں کہ میں نے اس چشمہ کے اردگرد وہ ساری جگہ دیکھی ہے۔ درختوں کی سرسبزی اور شادابی اس قدر تھی کہ شاید یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور ایسی ہی آپؐ کی پیشگوئی تھی۔ (شرح الزرقانی علی المؤطا، جزء 1، صفحہ 436، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب الجمع بین الصلاتین ......، داراحیاء التراث العربی بیروت 1997ء)

اٹلس سیرت النبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے کہ تبوک کے محکمہ شریعہ کے رئیس نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا۔ بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمہ کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہو گیا، تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے۔ قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ ہی کی برکت ہے کہ آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔

(اٹلس سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 431، دارالسلام ریاض 1424ھ)

ان کا باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

جمعے کے بعد مَیں کچھ جنازے بھی پڑھاؤں گا اس وقت ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مولوی فرزان خان صاحب کا ہے جو ضلع خوردہ ونیا گڑھ اڈیشہ کے مبلغ انچارج تھے۔ شوگر کے مریض تھے۔ 10 رستمبر کو اچانک ٹائیفائیڈ اور شدید نمونیے کی وجہ سے آپ کو ہسپتال داخل کیا گیا اور وہاں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ سکینہ بیگم کے علاوہ ایک بیٹی فریحہ اور بیٹا عزیزم ریحان شامل ہیں۔ جماعتی کاموں میں بہت آگے بڑھنے والے تھے۔ پرہیزگار، ماتحت مبلغین، معلمین کا خیال رکھنے والے، نرم خُو، منکسر المزاج، خوش اخلاق، انتہائی نیک اور مخلص انسان تھے۔ 1980ء میں جامعہ قادیان میں داخلہ لیا اور 88ء میں قادیان جامعہ سے فارغ ہوئے اور میدان عمل میں آئے۔ بڑی محنت اور اخلاص اور وقف کی روح کے ساتھ بتیس سال تک خدمت سرانجام دی۔ کئی مقامات پر اس عرصے میں آپ نے بیعتیں کروائیں اور جماعتیں بھی قائم کیں۔ ان کی اہلیہ سکینہ بیگم کہتی ہیں کہ مولوی صاحب بتاتے تھے کہ پہلی تقرری ہریانہ میں ہوئی۔ کوئی معین مقام نہیں تھا اور اس علاقے میں کوئی احمدی بھی نہیں تھا۔ یہ مختلف جگہوں پر گھومتے تھے اور تبلیغ کرتے تھے اور سینٹر قائم کرتے تھے اور اس دوران صوبہ ہریانہ کے ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں کے لوگوں کو جماعت کا پیغام پہنچایا۔ وہاں ایک مقامی شخص تھا اس نے کہا ہماری بھینس دودھ نہیں دیتی۔ آپ کی جماعت سچی ہے تو آپ دم کر کے مجھے دیں مَیں بھینس کو کچھ پلاؤں تا کہ میری بھینس دودھ دے۔ اگر آپ سچے ہیں تو پھر اگر یہ معجزہ ہو گیا تو ہم سارا خاندان بیعت کر لیں گے۔ بہرحال مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے سورۂ فاتحہ، درود شریف پڑھا اور کچھ دعائیہ کلمات پڑھ کر پانی پر دم کر کے اس شخص کو دے دیا۔ وہ پانی لے کر چلا گیا۔ مولوی صاحب ساری رات اسی گاؤں میں رہے۔ کہتے ہیں کہ گاؤں میں ایک درخت تھا۔ ساری رات میں اس کے نیچے بیٹھا رہا اور دعائیں کرتے گزار دی کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کی صداقت کا معجزہ ثابت کر دے۔ کہتے ہیں صبح ہوتے ہی مولوی صاحب نے دیکھا کہ ایک شخص ایک بالٹی لیے آ رہا ہے۔ دیکھا تو اس میں دودھ تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب ہماری بھینس نے دودھ دیا ہے اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میں اور میرا پورا خاندان اب سمجھ گئے ہیں کہ جماعت احمدیہ سچی ہے۔ ہم اس میں شامل ہوتے ہیں۔

ان کے بیٹے ریحان کہتے ہیں کہ ان میں انکساری اور عاجزی بہت زیادہ تھی۔ بڑے نرم دل تھے۔ ہر ایک سے پیار محبت سے پیش آنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جماعت کی خدمت کی خاطر اپنی زندگی بسر کی۔ خلیفۂ وقت کے ہر ارشاد اور ہدایت پر لبیک کہتے تھے اور ہمیں بھی تاکید کرتے تھے۔ ہمیں ہمیشہ شفقت سے محبت سے پیش آتے۔ جماعتی کاموں کے ساتھ گھر کے کاموں میں بھی حصہ لیتے۔ والدہ کا ہاتھ بٹاتے اور ساری زندگی انہوں نے اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کی اور ہماری نمازوں کی بھی حفاظت کی۔ ہمیشہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کیلئے کہتے تھے۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے جتنے بھی معلمین اور مبلغین ہیں سب یہی لکھتے ہیں کہ ایک مثالی مبلغ تھے۔ بڑے ہمدرد تھے اور کبھی ہم نے ان کو غصے میں نہیں دیکھا۔

اگلا جنازہ عبداللہ مُلِسِکُو صاحب کا ہے۔ ملائشیا کے لوکل مشنری تھے۔ 7 راکتوبر کو بیہوش ہو گئے۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ جانبر نہ ہو سکے اور اسی رات وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کی عمر 68 سال تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ آٹھ بچے شامل ہیں۔ آپ ملائشیا کے دو مربیان صلاح الدین صاحب اور مسرور احمد صاحب کے سسر تھے۔ عبداللہ مُلِسِکُو صاحب فلپائن میں پیدا ہوئے۔ یونیورسٹی پاس کرنے کے بعد ’’مسلم آرگنائزیشن‘‘ ’’مورو نیشنل لبرل فرنٹ‘‘ میں شمولیت اختیار کر لی۔ یہ آرگنائزیشن حکومت کے خلاف برسرِپیکار تھی۔ اس کا مقصد فلپائن میں اسلامی ریاست قائم کرنا تھا۔ 1973ء میں ان کے والدین ہجرت کر کے فلپائن سے ملائشیا آ گئے اور سنداکن سبا (Sandakan Sabah) میں رہائش اختیار کی۔ بہرحال ان کو اللہ تعالیٰ نے قلبِ سلیم دیا تھا۔ ان کو خواب میں کئی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفۃ المسیح الثانی اور خلیفۃ المسیح الثالث کی زیارت ہوئی۔ منشائے ایزدی کے ماتحت ان کو 1973ء میں جلسہ سالانہ تاکینا بالو سبا میں شمولیت کا موقع ملا اور وہاں جلسہ دیکھ کے ساری صورتِ حال ان کے ازدیادِ ایمان کا باعث بنی چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ سنداکن میں آپ جس جگہ رہتے تھے وہاں کوئی مبلغ نہیں تھا اور آپ ایک پیاسی روح تھے۔ چنانچہ اس پیاس کو بجھانے کیلئے آپ نے جماعتی لٹریچر کا خوب مطالعہ کیا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اپنے اس شوق کو عملی جامہ پہنایا، دوستوں رشتے داروں اور اپنے علاقے میں خوب تبلیغ کی۔ اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے، اسلام میں شامل ہوئے اور تبلیغ کے اس شوق کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو وقف بھی کیا اور پھر بطور مبلغ ان کا تقرر رہا۔ پھر اسی طرح ان کو فلپائن میں چند سال خیر الدین باروس صاحب کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ بہرحال اپنی نیک فطرت، علم کا شوق اور عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے انہوں نے وہاں بھی بڑا کام کیا۔ اور عیسائیوں سے بھی مباحثات کرتے رہتے تھے۔ کئی لوگوں کو اسلام کی آغوش میں لے کے آئے۔ اردو بول نہیں سکتے تھے لیکن سیکھنے کا شوق تھا۔ کئی حوالے یاد تھے، نظمیں یاد تھیں۔ ہمیشہ مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا۔ جمعے پہ آنے والوں کی خاص طور پر مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ disciplined آدمی تھے اور یہ چاہتے تھے ہر کوئی انسان جو ہے اس کو ڈسپلن میں رہنا چاہیے اور اس کے مطابق تربیت کرتے تھے۔ چند سال سے چلنے پھرنے کی تکلیف تھی۔ اس کے باوجود کبھی اپنی اس تکلیف کو اپنے کام میں آڑے نہیں آنے دیا۔

تیسرا جنازہ عبدالواحد صاحب معلم سلسلہ قادیان کا ہے جو 12 رستمبر کو چھپن سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کا تعلق عیسائی گھرانے سے تھا۔ ان کے خاندان میں سب سے پہلے ان کے بڑے بھائی جو ریٹائرڈ معلم تھے ان کو بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ پھر بعد میں ساری فیملی نے بیعت کر لی۔ قبول احمدیت کے بعد مرحوم نے جامعۃ المبشرین میں تین سال کا کورس کیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر پھر مختلف علاقوں میں تبلیغ کیلئے گئے۔ قادیان کے مختلف علاقوں میں بھی تعلیم و تربیت کی ذمے داری ان کو سونپی گئی۔ بڑے اطاعت گزار اور پوری لگن سے کام کرنے والے تھے۔ تبلیغ کا بہت اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ ان کے ذریعہ سے قادیان کے تین عیسائی اور تین غیر احمدی خاندانوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور ان میں سے بھی دو افراد اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی ہیں یعنی کہ صرف شمولیت نہیں کی بلکہ نیکی میں بڑھنے والے ہیں۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں اور ان کا جو بیٹا ہے اس سال جامعہ احمدیہ سے مربی بن کے فارغ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ ان سب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولادوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی جو خواہشات تھیں کہ جس طرح ان کی اولاد کی تربیت ہو اللہ تعالیٰ اس کے مطابق کرے اور ان میں سے بعض بچے جو وقف زندگی بھی ہیں، یہ خلافت کے صحیح سلطان بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز جمعہ کے بعد ان شاء اللہ نماز جنازہ ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا
وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا کیلئے جب درد سے دل بھر جاتا ہے اور
سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہو گئی یہ اسم اعظم ہے

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 100)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

نبیوں کا سردارؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غزوہ اُحد کے بعد کفّار قبائل کے ناپاک منصوبے

اُحد کا واقعہ ایسی بات نہ تھی کہ آسانی سے بھولا جا سکتا۔ مکّہ والوں نے خیال کیا تھا کہ یہ اُن کی اسلام کے خلاف پہلی فتح ہے اُنہوں نے اس کی خبر تمام عرب میں شائع کی اور عرب کے قبائل کو اِسلام کے خلاف بھڑکانے اور یہ یقین دلانے کا ذریعہ بنایا کہ مسلمان ناقابلِ تسخیر نہیں ہیں۔ اور اگر وہ ترقی کرتے رہے ہیں تو اس کی وجہ اُنکی طاقت نہیں تھی بلکہ عرب قبائل کی بے توجہی تھی۔ عرب متحدہ کوشش کریں تو مسلمانوں پر غالب آجانا کوئی مشکل امر نہیں۔ اِس پروپیگنڈا کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف مخالفت زور پکڑتی گئی اور دیگر قبائل نے مسلمانوں کو تکلیف دینے میں مکہ والوں سے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا شروع کیا۔ بعض نے کھلم کھلا حملے شروع کر دیئے اور بعض نے خفیہ طور پر اُن کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔

ہجرت کے چوتھے سال عرب کے دو قبائل عضل اور قارۃ نے اپنے نمائندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج کر عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اِسلام کی طرف مائل ہیں اور درخواست کی کہ کچھ آدمی جو تعلیم اِسلام سے پوری طرح سے واقف ہوں، بھیج دیئے جائیں تا کہ وہ اُن کے درمیان رہ کر اُن کو اِس نئے مذہب کی تعلیم دیں۔ دراصل یہ ایک سازش تھی جو اِسلام کے پکے دشمن بنولحیان نے کی تھی اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جب یہ نمائندے مسلمانوں کو لے کر آئیں گے تو وہ اُن کو قتل کر کے اپنے رئیس سفیان بن خالد کا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ اُنہوں نے عضل اور قارۃ کے نمائندوں کو اِس غرض سے کہ وہ چند مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے آئیں، انعام کے بڑے بڑے وعدے دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ جب عضل اور قارۃ کے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر درخواست کی تو آپ نے اُن کی بات پر اعتبار کر کے دس مسلمانوں کو اُن کے ساتھ کر دیا کہ ان کو اِسلام کے عقائد اور اصولوں کی تعلیم دیں۔ جب یہ جماعت بنولحیان کے علاقہ میں پہنچی تو عضل اور قارۃ کے لوگوں نے بنولحیان کو اطلاع بھجوا دی اور اُن کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو یا تو گرفتار کر لیں یا موت کے گھاٹ اُتار دیں۔ اِس ناپاک منصوبے کے ماتحت بنولحیان کے دو سَو مسلّح آدمی مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور آخر مقامِ رجیع میں اُن کو آگھیرا۔ دس مسلمانوں اور دو سَو دشمنوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کے دل نورِ ایمان سے پُر تھے اور دشمن اِس سے تہی تھے۔ دس مسلمان ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے اور دو سَو آدمیوں کو دعوتِ مبارزت دی۔ دشمن نے ایک فریب کر کے اُن کو گرفتار کرنا چاہا اور اُن سے کہا کہ اگر تم نیچے اُتر آؤ تو تمہیں کچھ نہ کہا جائے گا، مگر مسلمانوں کے امیر نے کہا کہ ہم کافروں کے عہد و پیمان کو خوب دیکھ چکے ہیں۔ اسکے بعد اُنہوں نے آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہا اے خدا! تو ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے اپنے رسول کو ہماری اس حالت سے اطلاع پہنچا دے۔ جب کفّار نے دیکھا کہ مسلمانوں کی اِس چھوٹی سی جماعت پر اُن کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے اُن پر حملہ کر دیا اور مسلمان بغیر خوفِ شکست کے لڑتے چلے گئے، یہاں تک کہ دس میں سے سات شہید ہو گئے۔ باقی تین جو بچ رہے تھے اُن کو کفّار نے پھر وعدہ دیا کہ ہم تمہاری جانیں بچا لیں گے بشرطیکہ تم ٹیلے سے نیچے اُتر آؤ۔ لیکن جب وہ کفّار کے وعدہ پر اعتبار کر کے نیچے اُتر آئے تو کفار نے اُنہیں اپنی کمانوں کی تانتوں سے جکڑ کر باندھ لیا۔ اِس پر اُن میں سے ایک نے کہا کہ یہ پہلی خلاف ورزی ہے جو تم اپنے عہد کی کر رہے ہو اللہ ہی جانتا ہے کہ تم اِس کے بعد کیا کرو گے۔ یہ کہہ کر اُس نے اُن کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کفّار نے اُس کو مارنا اور گھسیٹنا شروع کر دیا۔ مگر آخر اُس کے مقابلے اور استقلال سے اِس قدر مایوس ہو گئے کہ اُنہوں نے اُس کو وہیں قتل کر دیا۔ باقی دو کو وہ ساتھ لے گئے اور بطور غلاموں کے قریش مکہ کے پاس فروخت کر دیا۔ ان میں سے ایک کا نام خبیبؓ تھا اور دوسرے کا زید۔ خبیبؓ کا خریدار اپنے باپ کا بدلہ لینے کیلئے جسے خبیبؓ نے جنگِ بدر میں قتل کیا تھا خبیب کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ایک دن خبیبؓ نے اپنی ضرورت کیلئے اُسترا مانگا۔ اُسترا خبیبؓ کے ہاتھ میں تھا کہ گھر والوں کا ایک بچہ کھیلتے ہوئے اُسکے پاس چلا گیا۔ خبیبؓ نے اِس کو اُٹھا کر اپنی ران پر بیٹھا لیا۔ بچے کی ماں نے جب یہ دیکھا تو دہشت زدہ ہو گئی اور اُسے یقین ہو گیا کہ اب خبیبؓ بچے کو قتل کر دے گا کیونکہ وہ خبیبؓ کو چند دنوں میں قتل کرنے والے تھے۔ اُس وقت اُسترا اُسکے ہاتھ میں تھا اور بچہ اُسکے اتنا قریب تھا کہ وہ اُسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ خبیبؓ نے اُسکے چہرے سے پریشانی کو بھانپ لیا اور کہا کہ کیا تم خیال کرتی ہو کہ میں تمہارے بچے کو قتل کر دونگا؟ یہ خیال کبھی دل میں نہ لاؤ میں ایسا بُرا فعل نہیں کر سکتا۔ مسلمان دھوکا باز نہیں ہوتے۔ وہ عورت خبیبؓ کے اِس دیانتدارانہ اور صحیح طریق عمل سے بہت متأثر ہوئی۔ اِس بات کو اُس نے ہمیشہ یاد رکھا اور ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیبؓ سا قیدی کوئی نہیں دیکھا۔ آخر کار مکّہ والے خبیبؓ کو ایک کھلے میدان میں لے گئے تا اُس کو قتل کر کے جشن منائیں۔ جب اُن کے قتل کا وقت آن پہنچا تو خبیبؓ نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ قریش نے اُن کی یہ بات مان لی اور خبیبؓ نے سب کے سامنے اِس دنیا میں آخری بار اپنے اللہ کی عبادت کی۔ جب وہ نماز ختم کر چکے تو اُنہوں نے کہا کہ میں اپنی نماز جاری رکھنا چاہتا تھا مگر اس خیال سے ختم کر دی ہے کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ میں مرنے سے ڈرتا ہوں۔ پھر آرام سے اپنا سر قاتل کے سامنے رکھ دیا اور ایسا کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَأْ
یُبَارِکُ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

یعنی جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل ہو کر گروں۔ یہ سب کچھ خدا کیلئے ہے۔ اور اگر میرا خدا چاہے گا تو میرے جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکات نازل فرمائے گا۔

خبیبؓ نے ابھی یہ شعر ختم نہ کیے تھے کہ جلاد کی تلوار اُن کی گردن پر پڑی اور اُن کا سر خاک پر آ گرا۔ جو لوگ یہ جشن منانے کیلئے جمع ہوئے تھے اُن میں ایک شخص سعید بن عامر بھی تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب کبھی خبیبؓ کے قتل کا ذکر سعید کے سامنے ہوتا تو اس کو غش آجایا کرتا۔

دوسرا قیدی زید بھی قتل کرنے کیلئے باہر لے جایا گیا۔ اِس تماشہ کو دیکھنے والوں میں ابوسفیان رئیس مکہ بھی تھا۔ وہ زید کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ محمدؐ تمہاری جگہ پر ہو اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہو؟ زیدؓ نے بڑے غصہ سے جواب دیا کہ ابوسفیان! تم کیا کہتے ہو؟ خدا کی قسم! میرے لئے مرنا اِس سے بہتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں کو مدینہ کی گلیوں میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔ اِس فدائیت سے ابوسفیان متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اُس نے حیرت سے زید کی طرف دیکھا اور فوراً ہی دبی زبان میں کہا کہ خدا گواہ ہے کہ جس طرح محمدؐ کے ساتھ محمدؐ کے ساتھی محبت کرتے ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اور شخص کسی سے محبت کرتا ہو۔

70 حفاظِ قرآن کے قتل کا حادثہ

انہی ایام کے قریب قریب نجد کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تا اُن کے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیج دیا جائے تا کہ وہ اُن کو اِسلام سکھلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا اعتبار نہ کیا۔ مگر ابوبراء نے جو اُس وقت مدینہ میں تھے کہا کہ میں اس قبیلہ کی طرف سے ضمانتی بنتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا کہ وہ کوئی شرارت نہیں کریں گے۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے 70 مسلمانوں کو جو حافظ قرآن تھے اِس کام کیلئے انتخاب کیا۔ جب یہ جماعت بئر معونہ پر پہنچی تو اُن میں سے ایک شخص حرام بن ملحان قبیلہ عامر کے رئیس کے پاس گیا جو ابوبراء کا بھتیجا تھا تا کہ اُس کو اِسلام کا پیغام دے۔ بظاہر قبیلہ والوں نے حرام کا اچھی طرح استقبال کیا مگر جس وقت وہ رئیس کے سامنے تقریر کر رہے تھے تو ایک آدمی چھپ کر پیچھے سے آیا اور اُن پر نیزہ سے حملہ کیا۔ حرامؓ وہیں مارے گئے۔ جب نیزہ اُن کے گلے سے پار ہوا تو وہ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ یعنی اللہ اکبر۔ کعبہ کے ربّ کی قسم! میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

اِس دھوکا بازی سے حرامؓ کے قتل کرنے کے بعد قبیلہ کے سرداروں نے اہلِ قبیلہ کو جوش دلایا کہ باقی جماعت معلّمین پر بھی حملہ کریں۔ مگر قبیلہ والوں نے کہا کہ ہمارے رئیس ابوبراء نے ضامن بننا منظور کیا ہے ہم اِس جماعت پر حملہ نہیں کر سکتے۔ اِس پر قبیلہ کے سرداروں نے اُن دو قبیلوں کی مدد کے ساتھ جو مسلمان معلّمین کو لانے کیلئے گئے تھے، جماعت معلّمین پر حملہ کر دیا۔ اُن کا یہ کہنا کہ ہم وعظ کرنے اور اِسلام سکھانے آئے ہیں لڑنے نہیں آئے بالکل کارگر نہ ہوا اور کفار نے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ آخر تین آدمیوں کے سِوا باقی سب شہید ہو گئے۔ اس جماعت میں سے ایک آدمی لنگڑا تھا اور لڑائی ہونے سے پہلے پہاڑی پر چڑھ گیا تھا اور دو اُونٹ چرانے جنگل کو گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے چھیاسٹھ ساتھی میدان میں مرے پڑے ہیں۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اِس حادثہ کی اطلاع دیں۔ دسرے نے کہا جہاں ہماری جماعت کا سردار جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امیر مقرر کیا تھا قتل کیا گیا ہے میں اُس جگہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ یہ کہتے ہوئے وہ تن تنہا کفّار پر حملہ آور ہوا اور لڑتا ہوا مارا گیا۔ دوسرے کو گرفتار کر لیا گیا مگر بعد میں ایک قسم کی بناء پر جو قبیلہ کے ایک سردار نے کھائی تھی وہ چھوڑ دیا گیا۔ قتل ہونے والوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے جو حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اُن کا قاتل ایک شخص جبار بن سلمیٰ تھا جو بعد میں مسلمان ہو گیا۔ جبار کہا کرتا تھا کہ عامر کا قتل ہی میرے مسلمان ہونے کا موجب ہوا تھا۔ جبار کہتا ہے کہ جب میں عامر کو قتل کرنے لگا تو میں نے عامر کو یہ کہتے سنا فُزْتُ وَاللّٰہِ خدا کی قسم! میں نے اپنی مراد کو پا لیا۔ اسکے بعد میں نے ایک شخص سے پوچھا۔ جب مسلمان کو موت کا سامنا ہوتا ہے تو وہ ایسی باتیں کیوں کرتا ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ مسلمان اللہ کی راہ میں موت کو نعمت اور فتح سمجھتا ہے۔ جبار پر اِس جواب کا ایسا اثر ہوا کہ اُس نے اِسلام کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر دیا اور بِالآخر مسلمان ہو گیا۔

ان دو اندوہناک واقعات کی خبر جس میں قریباً 80 مسلمان ایک شرارت آمیز سازش کے نتیجے میں شہید ہو گئے تھے فوراً مدینہ پہنچ گئی۔ مقتولین کوئی معمولی آدمی نہ تھے بلکہ حفّاظِ قرآن تھے۔ وہ کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے تھے، نہ اُنہوں نے کسی کو دُکھ دیا تھا۔ وہ کسی جنگ میں بھی شریک نہیں تھے بلکہ اللہ اور مذہب کا جھوٹا واسطہ دیکر وہ دھوکے سے دشمن کے تصرف میں دے دیئے گئے تھے۔ اِن واقعات سے بِلا شک وشبہ ثابت ہوتا ہے کہ کفّار کو اِسلام سے سخت دشمنی تھی۔ اس کے بالمقابل اِسلام کے حق میں مسلمانوں کا جوش بھی نہایت گہرا اور پائدار تھا۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 106 تا 112، مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 232)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپورہ، صوبہ تامل ناڈو)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(129) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اپنے قلم سے اپنے اور اپنے خاندان کے حالات لکھے ہیں مگر سب سے مفصل وہ بیان ہے جو کتاب البریہ میں درج ہے۔ یہ بیان ایسا تو نہیں ہے کہ اس میں سب ضروری باتیں آگئی ہوں اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حالات جو حضرت مسیح موعود نے خود دوسری جگہ تحریر فرمائے ہیں وہ سب اس میں آگئے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بیان سب سے زیادہ مفصل ہے اور حضرت صاحب نے ایک خاص تحریک کی بنا پر تحریر فرمایا تھا اس لئے اس کے خاص خاص حصے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

”اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ☆ ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اُس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا، جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہء شمال مشرق واقع ہے، فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پورہ رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا۔ اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا۔ اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصہ قریباً ساٹھ کوس ہے۔ ان دنوں میں سب کا سب ماجھ کہلاتا تھا۔ غالباً اس وجہ سے اس کا نام ماجھ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے۔ مگر کاغذات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندان والیان ملک میں سے تھے اور انہیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا تھا۔ پھر اس ملک میں آکر بادشاہ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر ان کو ملے۔ چنانچہ اس نواح میں ایک مستقل ریاست ان کی ہوگئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب مرزا گُل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے۔ جن کے پاس اس وقت 85 گاؤں تھے۔ اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ تاہم ان کی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروّت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دیدئے تھے، جو اب تک ان کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خودمختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانچ سو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ ان کے دستر خوان پر روٹی کھاتے تھے اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآنِ شریف کے ان کے پاس رہتے تھے جن کے کافی وظیفے مقرر تھے اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر بہت ہوتا تھا۔ اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات ان کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہ کثیر مخالفان دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایت دین اور ہمدردیٔ مسلمانان کی صفت میں نہایت مشہور تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دور رہنے والے اور بہادر اور بارُعب آدمی تھے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے مرزا گل محمد صاحب کے مدبرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور فہم اور حمایت اسلام اور جوش نصرت دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے اُس مختصر دربار کو نہایت متین اور عقلمند اور نیک چلن اور بہادروں سے پُر پایا تب وہ چشم پُرآب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندان مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفات ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو میں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کیلئے کوشش کرتا کہ ایّام کسل اور نالیاقتی اور بدوضعی ملوک چغتائیہ میں اسی کو تخت دہلی پر بٹھایا جائے۔ اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پڑ دادا صاحب موصوف یعنی مرزا گل محمد نے ہچکی کی بیماری سے جس کے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطبا نے اتفاق کر کے کہا کہ اس مرض کیلئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالباً اس سے فائدہ ہوگا۔ مگر جرأت نہیں رکھتے تھے کہ ان کی خدمت میں عرض کریں۔ آخر بعض نے ان میں سے ایک نرم تقریر میں عرض کر دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بہت سی دوائیں ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور میں خدا کے قضا و قدر پر راضی ہوں۔ آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موت تو مقدر تھی مگر یہ ان کا طریق تقویٰ ہمیشہ کیلئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پڑدادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد فرزند رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کیلئے بہت تدبیریں کیں مگر جبکہ قضا و قدر ان کے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے۔ اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی۔ اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر قبضہ کرتے گئے۔ یہاں تک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہ گئی اور قادیان اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا اور اسکے چار برج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے۔ اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اوّل فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے۔ اور ان کے مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے اور جہالت اور تعصب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا۔ اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا۔ جس میں پانچ سو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا۔ جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے۔ اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضٰی قادیان میں واپس آئے اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست اپنی بنالی تھی۔ سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آگئے تھے۔ اور لاہور سے لے کر پشاور تک اور دوسری طرف لدھیانہ تک اسکی ملک داری کا سلسلہ پھیل گیا تھا۔ غرض ہماری پرانی ریاست خاک میں ملکر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ (باقی آئندہ)

(سیرۃ المہدی، جلد 1، مطبوعہ قادیان 2007)

......☆......☆......☆......

☆ حاشیہ: عرصہ سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں وہ تمام الہامات میں نے انہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دیئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہی جا کر اس کو لے آتا اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے ان الذین کفروا رد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکرگزار ہے۔ یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللہ۔ منه

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کریں
روحانیت میں ترقی کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر پہلو سے جائزہ لے کر
اپنی کمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں

(پیغام حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ جرمنی 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کر دے، حضرت مسیح موعودؑ سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ احمدیت کو غالب آنا ہے چاہے جتنی مرضی مخالفتیں ہوں

جب اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی دعا پڑھو تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ مَیں صحابہ اور مسیح موعودؑ کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں

آج عیسائیوں کی طرف سے اسلامی تعلیمات پر، قرآن مجید پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، ازواج مطہرات پر ہونے والے اعتراضات کا مؤثر اور ٹھوس جواب دینے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے، عیسائی پراپیگنڈہ کے جواب میں ایم ٹی اے العربیہ پر جماعت احمدیہ کے پروگراموں کے نیک اثرات کا تذکرہ

ایک عیسائی مشنری ڈان رچرڈسن کے اسلام کے خلاف نفرت انگیز پراپیگنڈہ اور اس کی تضاد بیانیوں کا تذکرہ

اور اسے جماعت سے علمی مناظرہ کی دعوت اور اس کا فرار، اس کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتاب تیار کی جا رہی ہے

یہ زمانہ اسلام کے غالب آنے کا زمانہ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اس کے مسیح نے شیطان پر غالب آنا ہے اور انشاء اللہ غالب آ کر رہے گا

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف دعاؤں کے ورد کے ساتھ عالمی اجتماعی دعا

رمضان المبارک 2009ء کے آخری روز مسجد فضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا قرآن مجید کی آخری چار سورتوں کا بصیرت افروز درس اور اجتماعی دعا کی مبارک تقریب

(لندن، 20 ستمبر 2009ء، مسجد فضل) آج برطانیہ میں ماہ رمضان المبارک 2009ء کا آخری روزہ تھا اور جیسا کہ جماعت میں روایت ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رمضان کے آخری روز قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کا درس ارشاد فرماتے ہیں اور پھر اجتماعی دعا کرواتے ہیں۔ آج حضور ایدہ اللہ نے لندن کے وقت کے مطابق 12:09 بجے قبل دوپہر مسجد فضل میں تشریف لا کر قرآن مجید کی آخری چار سورتوں کی تلاوت کی اور پھر ان کی پر معارف تفسیر بیان فرمائی۔ (یاد رہے حضور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق رمضان المبارک کے ایام میں مسجد فضل اور مسجد بیت الفتوح لندن میں روزانہ باقاعدگی سے قرآن کریم کا درس مختلف مربیان سلسلہ دیتے ہیں اور اس طرح پورے قرآن کا دور مکمل کیا جاتا ہے) حضور انور ایدہ اللہ کی تشریف آوری سے قبل مسجد فضل اور اس کے ملحقہ ہالز احباب و خواتین سے پُر تھے۔ حضور ایدہ اللہ کا یہ درس القرآن اور اجتماعی دعا کی تقریب ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کی گئی۔ اسکا مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔ یوں لاکھوں افراد اس مبارک تقریب سے براہ راست مستفیض ہوئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل کے محراب میں مسند پر تشریف فرما ہونے کے بعد سورۃ اللھب سے سورۃ الناس کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ سورۃ اللّھب مَیں نے اس لئے پڑھی ہے کہ آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو تفسیر پیش کروں گا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری تین سورتوں سے ملا کر اسکا مضمون بیان فرمایا ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے چاروں سورتوں کا اردو ترجمہ پڑھا اور فرمایا کہ ابولہب کا ذکر ہماری تفسیروں میں ایک تو آنحضرتؐ کے حوالہ سے ملتا ہے کہ وہ آپ کا چچا تھا جس نے آپؐ کی مخالفت کی آگ جلائی۔ دوسرے تفسیر کبیر (از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ) میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ اسلام کے خلاف جو جنگ کی آگ بھڑکانے والے ہیں وہ ناکام و نامراد ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو تفسیر مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے حوالہ سے بیان کرنے والا ہوں اس میں بھی آپ نے یہی فرمایا ہے کہ آپ کے مخالفین ناکام و نامراد ہوں گے چاہے وہ عیسائی ہوں یا نام نہاد مسلمان ہوں۔

اسکے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور ساتھ ساتھ اس کی وضاحت بھی فرماتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”یہ معنے جو ابھی میں نے سورۂ فاتحہ کی دُعا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کے متعلق بیان کئے ہیں انہی کی طرف قرآن شریف کی آخری چار سورتوں میں اشارہ ہے جیسا کہ سورۃ تَبَّتۡ کی پہلی آیت یعنی تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ اس مُوذی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مظہر جمال احمدی یعنی احمد مہدی کا مُکَفِّر اور مُکَذِّب اور مُہِین ہوگا۔“

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سورۃ فاتحہ کی مختلف جگہوں پر جو تفسیر بیان فرمائی ہے اس کے تقریباً چار سو صفحات بنتے ہیں اور جن کو اُردو پڑھنی آتی ہے ان کو اسے ضرور پڑھنا چاہئے۔ بلکہ اب تو انتظام کرنا چاہئے کہ اسکی ریکارڈنگ ہو اور جن کو اردو پڑھنی نہیں آتی وہ ریکارڈنگ سن سکیں۔

حضور نے فرمایا کہ جو مسیح موعودؑ پر تکفیر کے فتوے لگاتے ہیں اور آج کل تو پاکستان میں ہر شخص جو پاکستان کا شہری ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ نہ صرف تکفیر کی ہاں میں ہاں ملائے بلکہ اس کاغذ پر دستخط بھی کرے تب ایک مسلمان کی حیثیت سے وہ پاکستانی شہری کہلا سکتا ہے ورنہ وہ مسلمان نہیں کہلائے گا۔ اور انہوں نے اہانت کی بھی انتہا کی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ لیکن ان کو نظر نہیں آرہا کہ اس اہانت کی وجہ سے خود اللہ تعالیٰ ان سے کیا سلوک فرما رہا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ تو بدلے لے رہا ہے اور لیتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”غرض آیت تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّتَبَّ جو قرآن شریف کے آخری سپارہ میں چار آخری سورتوں میں سے پہلی سورۃ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے ایسا ہی بطور اِشَارَۃُ النَّص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آیت ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے۔“

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی یہ آیت الہام ہوئی تھی۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ اس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ سے بھی فرمایا ہے کہ احمدیت نے غالب آنا ہے چاہے جتنی مرضی مخالفتیں ہوں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”جیسا کہ تمام مُفَسِّر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں ہے کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اسی آیت کا مصداق ہو بلکہ قرآن شریف جو ذُوالۡوُجُوۡہ ہے اُس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہو گیا ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مُراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے جیسا کہ آیت ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی سے ظاہر ہے۔ اور رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح بھی مراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آیت تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ جو قرآن شریف کے آخر میں ہے آیت مغضوب علیہم کی ایک شرح ہے جو قرآن شریف کے اوّل میں ہے کیونکہ قرآن شریف کے بعض حصے بعض کی تشریح ہیں پھر اسکے بعد جو سورہ فاتحہ میں وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ہے اسکے مقابل پر اس کی تشریح میں سورۃ تَبَّتۡ کے بعد سورۃ اخلاص ہے...... سورۃ فاتحہ میں تین دعائیں سکھلائی گئی ہیں (1) ایک یہ دعا کہ خدا تعالیٰ اس جماعت میں داخل رکھے جو صحابہ کی جماعت ہے پھر اسکے بعد اس جماعت میں داخل رکھے جو مسیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ۔ غرض اسلام میں یہی دو جماعتیں مُنۡعَمۡ عَلَیۡہِمۡ کی جماعتیں ہیں اور انہیں کی طرف اشارہ ہے آیت صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ میں۔ کیونکہ تمام قرآن پڑھ کر دیکھو جماعتیں دو ہی ہیں۔ ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت۔ دوسری وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ کی جماعت جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ پس جب تم نماز میں یا خارج نماز کے یہ دُعا پڑھو کہ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ مَیں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔“

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑی نصیحت ہے جس پر احمدیوں کو عمل کرنا چاہئے کہ جب اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ پڑھے تو دل میں یہ خیال ہو کہ مَیں آنحضرتؐ کے صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ وہ تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری اور اس زمانے میں مسیح موعودؑ نے ہمارے سامنے اسے کھول کر پیش فرمایا۔ اور اپنی جماعت سے یہ توقع کی کہ ہم ان نمونوں پر چلنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قائم فرمائے۔

پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ”یہ تو سورۃ فاتحہ کی پہلی دعا ہے (2) دوسری دُعا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود کو دُکھ دینگے اور اس دُعا کے مقابل پر قرآن شریف کے اخیر میں سورۃ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ ہے (3) تیسری دُعا وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ہے اور اس کے مقابل پر قرآن شریف کے اخیر میں سورہ اخلاص ہے یعنی قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اور اس کے بعد دو اور سورتیں جو ہیں یعنی

سورۃ الۡفَلَق اور سورۃ النَّاس یہ دونوں سورتیں سورۃ تَبَّتۡ اور سورۃ اخلاص کیلئے بطور شرح کے ہیں اور ان دونوں سورتوں میں اس تاریک زمانہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جب کہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جبکہ عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا میں پھیلے گی۔ پس سورہ فاتحہ میں اُن تینوں دعاؤں کی تعلیم بطور بَرَاعَتُ الۡاِسۡتِهۡلَال ہے یعنی وہ اہم مقصد جو قرآن میں مُفَصَّل بیان کیا گیا ہے سورۃ فاتحہ میں بطور اجمال اس کا افتتاح کیا ہے۔ اور پھر سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص اور سورۃ فَلَق اور سورہ الناس میں ختم قرآن کے وقت میں انہی دونوں بلاؤں سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے پس افتتاح کتاب اللہ بھی انہی دونوں دُعاؤں سے ہوا اور پھر اختتام کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں پر کیا گیا۔

اور یاد رہے کہ ان دونوں فتنوں کا قرآن شریف میں مُفَصَّل بیان ہے اور سورہ فاتحہ اور آخری سورتوں میں اجمالاً ذکر ہے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ میں دعا وَلَا الضَّآلِّيۡنَ میں صرف دو لفظ میں سمجھا یا گیا ہے کہ عیسائیت کے فتنہ سے بچنے کیلئے دُعا مانگتے رہو۔ جس سے سمجھا جاتا ہے کہ کوئی فتنہ عظیم الشان درپیش ہے جس کیلئے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ نماز کے پنجوقت میں یہ دُعا شامل کر دی گئی اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ اسکے بغیر نماز ہو نہیں سکتی۔ جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِالۡفَاتِحَةِ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں ہزار ہا مذہب پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ پارسی یعنی مجوسی اور بَرَاهِمَةَ یعنی ہندو مذہب اور بُدھ مذہب جو ایک بڑے حصہ دنیا پر قبضہ رکھتا ہے اور چینی مذہب جس میں کروڑ ہا لوگ داخل ہیں۔"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: "اس جگہ ان لوگوں پر سخت افسوس آتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث ہیں اور سورۃ فاتحہ پر ہمیشہ زور دیتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی حالانکہ سورۃ فاتحہ کا مغز مسیح موعود کی تابعداری ہے جیسا کہ متن میں ثابت کیا گیا ہے۔"

حضور ایدہ اللہ نے اصل اقتباس کی تحریر کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: "اور ایسا ہی تمام بُت پرست جو تعداد میں سب مذہبوں سے زیادہ ہیں اور یہ تمام مذہب آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بڑے زور و جوش سے پھیلے ہوئے تھے۔ اور عیسائی مذہب ان کے نزدیک ایسا تھا جیسا کہ ایک پہاڑ کے مقابل پر ایک تنکا۔ پھر کیا وجہ کہ سورۃ فاتحہ میں یہ دُعا نہیں سکھلائی کہ مثلاً خدا چینی مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا مجوسیوں کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا بدھ مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا آریہ مذہب کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے یا دوسرے بُت پرستوں کی ضلالتوں سے پناہ میں رکھے۔ بلکہ یہ فرمایا گیا کہ تم دُعا کرتے رہو کہ عیسائی مذہب کی ضلالتوں سے محفوظ رہو۔ اس میں کیا بھید ہے؟ اور عیسائی مذہب میں کونسا عظیم الشان فتنہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہونے والا تھا جس سے بچنے کیلئے زمین کے تمام مسلمانوں کو تاکید کی گئی۔ پس سمجھو اور یاد رکھو کہ یہ دُعا خدا کے اُس علم کے مطابق ہے کہ جو اُس کو آخری زمانہ کی نسبت تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ تمام مذہب بُت پرستوں اور چینیوں اور پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے تنزل پر ہیں اور اُن کیلئے کوئی ایسا جوش نہیں دکھلایا جائیگا جو اسلام کو خطرہ میں ڈالے۔ مگر عیسائیت کیلئے وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ اُسکی حمایت میں بڑے بڑے جوش دکھلائے جائیں گے اور کروڑ ہا روپیہ سے اور ہر ایک تدبیر اور ہر ایک مکر اور حیلہ سے اُس کی ترقی کیلئے قدم اٹھایا جائے گا اور یہ تمنّا کی جائے گی کہ تمام دنیا مسیح پرست ہو جائے۔ تب وہ دن اسلام کیلئے سخت دن ہونگے اور بڑے ابتلا کے دن ہوں گے۔ سو اب یہ وہی فتنہ کا زمانہ ہے جس میں تم آج ہو۔ تیرہ سو برس کی پیشگوئی جو سورۃ فاتحہ میں تھی آج تم میں اور تمہارے ملک میں پوری ہوئی اور اس فتنہ کی جڑ مشرق ہی نکلا۔"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عیسائیت کا زور ہندوستان میں بہت زیادہ تھا۔ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے تھے اور آج بھی مثلاً عرب ممالک میں سب سے زیادہ ایم ٹی اے العربیہ کی جو مخالفت ہو رہی ہے وہ اگرچہ مسلمان علماء کی طرف سے بھی ہے لیکن عیسائیوں کی طرف سے بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ ان کا وہاں زور ٹوٹ رہا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے تو کوئی ان کو روکنے والا نہیں تھا بلکہ کئی خطوط عرب ملکوں سے اب بھی مجھے آتے ہیں کہ یہ عیسائی جو تبلیغ کرتے تھے یا چینلز پر اپنا پیغام دیتے تھے جو بھی ان کی کہانیاں اور وعدے تھے ان کو سن کر اور دیکھ کر ہم پریشان ہوتے تھے کہ کیوں کوئی مسلمان عالم یا تنظیم یا کوئی ادارہ یا حکومت مقرر نہیں کرتی جو ان کے غلط قسم کے پراپیگنڈہ کا جواب دے سکیں اور آج ایم ٹی اے العربیہ دیکھ کر ہمیں تسلی ہوتی ہے کہ عیسائیوں کا منہ بند کرنے کیلئے بھی کچھ لوگ موجود ہیں۔

پس حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: "اور جیسا کہ اس فتنہ کا ذکر قرآن کے ابتداء میں فرمایا گیا۔ ایسا ہی قرآن شریف کے انتہا میں بھی ذکر فرما دیا تا یہ امر مؤکّد ہو کر دلوں میں بیٹھ جائے۔ ابتدائی ذکر جو سورۃ فاتحہ میں ہے وہ تو تم بار بار سُن چکے ہو۔ اور انتہائی ذکر یعنی جو قرآن شریف کے آخر میں اس فتنۂ عظیمہ کا ذکر ہے اسکی ہم کچھ اور تفصیل کر دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ سورتیں یہ ہیں:

(1۔سورۃ) قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ يَلِدۡ وَ لَمۡ يُوۡلَدۡ۔ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

(2۔سورۃ) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ۔ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ، وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ۔ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔

(3۔سورۃ) قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ الۡخَنَّاسِ۔ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ۔ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

ترجمہ: تم اے مسلمانو! نصاریٰ سے کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اسکے برابر کا ہے۔ اور تم جو نصاریٰ کا فتنہ دیکھو گے اور مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے یوں دُعا مانگا کرو کہ میں تمام مخلوق کے شرّ سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے۔ یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اسکے اختیار میں ہے اور میں اس اندھیری رات کے شرّ سے جو عیسائیت کے فتنہ اور انکار مسیح موعود کے فتنہ کی رات ہے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اُس وقت کیلئے یہ دُعا ہے جبکہ تاریکی اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اور میں خدا کی پناہ اُن زن مزاج لوگوں کی شرارت سے مانگتا ہوں جو گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں (یعنی جو عُقدے شریعت محمدیہ میں قابلِ حل ہیں اور جو ایسے مشکلات اور مُعۡضِلَاتۡ ہیں جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہیں اور ذریعہ تکذیب دین ٹھیراتے ہیں اُن پر اور بھی عناد کی وجہ سے پھونکیں مارتے ہیں یعنی شریر لوگ اسلامی دقیق مسائل کو جو ایک عُقدہ کی شکل پر ہیں دھوکہ دہی کے طور پر ایک پیچیدہ اعتراض کی صورت پر بنا دیتے ہیں تا لوگوں کو گمراہ کریں۔"

حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیت کا فتنہ آج بھی بہت بڑا فتنہ ہے۔ آج بھی یہ سرگرم عمل ہیں۔ دوسرے مسلمان ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر یا زبردستی خوفزدہ ہو کر کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ خدا کی ذات کا انکار کرنے والوں کا بھی آج کل بڑا زور ہے۔ اور اس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ یہ بھی ایک تاریکی ہے۔ اس فتنہ سے بھی پناہ مانگی جاتی ہے۔ بہرحال مختلف قسم کے فتنے جو آج کل پھیلے ہوئے ہیں ان سے بچنے کیلئے یہ دعائیں سکھائی گئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "اُن نظری اُمور پر اپنی طرف سے کچھ حاشیے لگا دیتے ہیں۔" بعض ایسی باتیں جن کی ان کو سمجھ ہی نہیں آ رہی ہوتی اور پھر اس پر مزید ایسی تفسیریں کر دیتے ہیں کہ وہ بالکل ہی عام آدمی کی سمجھ سے باہر نکل جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: "اور یہ لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک تو صریح مخالف اور دشمنِ دین ہیں جیسے پادری جو ایسے تراش خراش سے اعتراض بناتے رہتے ہیں۔" حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل ایک پادری ڈان رچرڈسن (Dan Richardson) ہیں یہ بھی اسلام پر کافی اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور کئی کتابیں انہوں نے لکھی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی شادی پر اعتراض، قرآن کریم پر اعتراض۔ حضور نے فرمایا کہ گزشتہ دنوں ایم ٹی اے العربیہ پر ازواج مطہرات پر جو پروگرام تھا اس میں ہماری ٹیم نے جب تفصیل سے بیان کیا اور حضرت عائشہؓ کی عمر کے حوالہ سے جو الزام لگائے جاتے ہیں ان کا ردّ کیا تو کئی مسلمانوں کی طرف سے ہمیں فون آئے کہ آج ہمیں اس اعتراض کا جواب ملا ہے اور اب ہم عیسائیوں کے مقابلہ میں سر اونچا کر کے چلنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "اور دوسرے وہ علمائے اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نفسانی پھُونکوں سے خدا کے فطری دین میں عُقدے پیدا کر دیتے ہیں اور زنانہ خصلت رکھتے ہیں کہ کسی مردِ خدا کے سامنے میدان میں نہیں آ سکتے صرف اپنے اعتراضات کو تحریف تبدیل کی پھُونکوں سے عُقدۂ لَا يَنۡحَلّ کرنا چاہتے ہیں۔"

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان میں زیادہ شور ہے اور پاکستان کی وجہ سے دوسری جگہوں پر بھی مخالفت ہے اور پھر یہ حوالہ بھی دیا جاتا ہے کہ پاکستان کی اسمبلی نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے تو عرب ملکوں اور دوسرے ملکوں کے لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ بیچ میں رہ رہے ہیں جب وہ جانتے ہیں اور انہوں نے غیر مسلم کہا ہے تو ہم ان کو کیسے مسلمان سمجھیں۔ حضور نے فرمایا کہ بلغاریہ وغیرہ میں جو مخالفت ہے وہاں بھی یہ حوالہ دیا جاتا ہے۔ اور جب ان کو کہو کہ ٹھیک ہے اگر ہم غیر مسلم ہیں تو پارلیمنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو بیان دیا تھا اس کو شائع کراؤ یا آمنے سامنے بیٹھ کر اپنے علماء بلا لو۔ ہمارے علماء بیٹھ جائیں تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ عوام خود فیصلہ کر دیں گے۔ اس بات پر نہیں آتے۔

حضور نے فرمایا کہ چند دن ہوئے مجھے کسی نے بتایا کہ انہوں نے اپنے ایک دوست کو جو پارلیمنٹیرین تھے کہا کہ آپ لوگ کیوں 1974ء کی کارروائی شائع نہیں کر دیتے؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم 74ء کی کارروائی شائع کر دیں تو پاکستان کی سڑکوں پر مولویوں کا خون ہو جائے گا۔ اس میں وہ حقائق بیان کئے گئے ہیں کہ مولوی تو اس کے سامنے ٹھہر ہی نہیں سکتے کیونکہ ہر فرقہ نے دوسرے فرقہ کو کافر کہا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے وہ سب حوالے پیش فرمائے تھے وہ بیانات جب سامنے آئیں گے تو لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دیں گے۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "اور اِس طرح پر زیادہ تر مشکلات خدا کے مصلح کی راہ میں ڈال دیتے ہیں۔ وہ قرآن کے مکذّب ہیں کہ اسکی منشاء کے برخلاف اصرار کرتے ہیں۔ اور اپنے ایسے افعال سے جو مخالف قرآن ہیں اور دشمنوں کے عقائد سے ہمرنگ ہیں دشمنوں کو مدد دیتے ہیں۔ پس اِس طرح اُن عقدوں میں پھونک مار کر انکو لَا يَنۡحَلّ بنانا چاہتے ہیں۔ پس ہم ان کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور نیز ہم ان لوگوں کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو حسد کرتے اور حسد کے طریقے سوچتے ہیں اور ہم اس وقت سے پناہ مانگتے ہیں جب وہ حسد کرنے لگیں۔ اور کہو کہ تم یوں دُعا مانگا کرو کہ ہم وسوسہ انداز شیطان کے وسوسوں سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور اُن کو دین سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی بطور خود اور کبھی کسی انسان میں ہو کر۔ خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ وہ خدا جو انسانوں کا پرورندہ ہے انسانوں کا بادشاہ ہے انسانوں کا خدا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جو اُس میں نہ ہمدردی انسانی رہے گی جو پرورش کی جڑ ہے اور نہ سچا انصاف رہے گا جو بادشاہت کی شرط ہے۔"

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: ہمدردی انسانی کیا ہے؟ مغرب کے بہت سے امیر ملک ہیں۔ اپنی بہت سی زرعی پیداوار سمندر میں پھینک دیتے ہیں یا زمین میں دبا دیتے ہیں لیکن افریقن ممالک میں یا غریب ممالک میں جو اتنی غربت پھیلی ہوئی ہے انہیں امداد دینے کا انہیں خیال نہیں آتا۔ امداد دیں گے تو اس حد تک اور اس وقت تک جہاں تک ان کے اپنے مفادات وابستہ ہیں۔ حالانکہ بے انتہا جنس ایسی ہے جو ضائع کی جاتی ہے۔ حالانکہ اگر وہ افریقہ کے ملکوں کو بھیجی جائے تو کئی ملکوں کا قحط ختم ہو سکتا ہے۔ کبھی یہ نہیں ہوگا کہ ایک جذبہ کے ساتھ

ان ملکوں کی خدمت کیلئے آگے بڑھیں اور زائد از ضرورت خوراک ان لوگوں کو دی جائے۔

حضور نے فرمایا کہ اسی طرح انصاف بھی کوئی نہیں۔ دوہرے معیار ہیں، اپنے لئے اَور اور دوسرں کیلئے اَور۔ اگر انصاف ہوتا تو یو این او میں یہ نہ ہوتا کہ فلاں بڑے ملکوں کو یہ حق ہے اور باقیوں کو نہیں۔ انصاف تو یہ ہے کہ اگر یو این او کو قائم رکھنا ہے تو تمام ملکوں کو برابری کے حقوق دئے جائیں پھر کسی کو ویٹو پاور نہ ہو۔ یہ بھی انصاف کا خون ہے اور اسی لئے دنیا میں فساد پھیلا ہوا ہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ’’یہ تمام کلمات آخری زمانہ کی طرف اشارات ہیں جبکہ امان اور امانت دنیا سے اُٹھ جائے گی۔ غرض قرآن نے اپنے اوّل میں بھی مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ اور ضَآلِّیۡنَ کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے آخر میں بھی جیسا کہ آیت لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ بصراحت اس پر دلالت کر رہی ہے اور یہ تمام اہتمام تاکید کیلئے کیا گیا اور نیز اس لئے کہ تا مسیح موعود اور غلبۂ نصرانیت کی پیشگوئی نظری نہ رہے اور آفتاب کی طرح چمک اُٹھے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف کے ایک موقعہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح کو جو انسان ہے خدا کر کے ماننا یہ امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا گراں اور اُسکے غضب کا موجب ہے کہ قریب ہے کہ اِس سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس یہ بھی مخفی طور پر اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب دنیا خاتمہ کے قریب آ جائیگی تو یہی مذہب ہے جس کی وجہ سے انسانوں کی زندگی کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس آیت سے بھی یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ گو کیسا ہی اسلام غالب ہو اور گو تمام ملتیں ایک ہلاک شدہ جانور کی طرح ہو جائیں لیکن یہ مقدّر ہے کہ قیامت تک عیسائیت کی نسل منقطع نہیں ہوگی بلکہ بڑھتی جائے گی اور ایسے لوگ بکثرت پائے جائیں گے کہ جو بَہَآئِم کی طرح بغیر سوچنے سمجھنے کے حضرت مسیح کو خدا جانتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن پر قیامت برپا ہو جائے گی۔ یہ قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ اور اسکا منشاء ہے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 222 تا 217)

حضور نے فرمایا کہ یہ غلبہ بے شک اسلام و احمدیت کو ہوگا۔ وہ غلبہ کیا ہے؟ یہ کہ اکثریت یا ایک بہت بڑے وسیع علاقہ میں جماعت بھی پھیلے گی اور اسلام بھی پھیلے گا۔ لیکن یہ کہنا کہ ہر عیسائی مسلمان ہو جائے گا اور کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ یہ ایک چیز رہے گی اور شرک بڑھے گا۔ جب قیامت آنی ہے تو اسی بات سے آنی ہے۔ جب شرک پھیلے گا تو ایسے حالات پیدا ہوں گے جو قیامت کا نمونہ ہوں گے۔

حضور انور نے ایک عیسائی ڈان رچرڈسن (Dan Richardson) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آجکل اسلام کے خلاف زہر پھیلانے میں بڑا سرگرم ہے۔ یہ کینیڈین عیسائی مشنری ہے۔ 1935ء میں پیدا ہوا۔ بعض کتابوں کا مصنف بھی ہے۔ انڈونیشیا اور گنی وغیرہ میں رہا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ مسلم دنیا میں 30 سال رہ کر اس نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور یہ عیسائی مشنریز کو تعلیم دیتا ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کیلئے قائل کیا جائے۔ اسکی ایک کتاب Secrets of Quran بھی ہے۔ اس میں ایک جگہ وہ لکھتا ہے کہ ہر کلچر کی کچھ کہانیاں ہیں، کچھ مذہبی طریقے اور کچھ روایات ہیں جنہیں عیسائیت کی تعلیم کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہے۔ اس لئے ان سب مذاہب کی مشترکہ چیزوں کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ مذاہب کی دوری ختم ہو بلکہ اس سے بہت سے مذاہب کے پیروکار عیسائیت کی لپیٹ میں آجائیں گے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے ساتھ افہام و تفہیم بڑی مشکل ہے۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم کے ساتھ عیسائیت جذب ہو ہی نہیں سکتی۔ پھر اسکا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اسے مسلمانوں سے زیادہ قرآن کریم آتا ہے۔ حالانکہ یہ صرف ترجمہ پڑھتا ہے۔ اسے عربی نہیں آتی۔

یہ کہتا ہے کہ جہاں تک قدر مشترک کا سوال ہے تو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ایسی بات نہیں ہے جہاں ہم امن سے رہ سکیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ (آل عمران: 65) یعنی تم اس مشترک بات کی طرف آؤ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ اور نہ ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے سوا ربّ مانیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ شرط ایسی ہے کہ اس کو اگر وہ سامنے لاتا تو عیسائیت ختم ہو جاتی ہے اور اسلام نے جو شرط لگائی ہے یہ قرآن کریم نے واضح طور پر بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی اصل تعلیم یہ تھی کہ انہیں خدا بنایا جائے۔ چنانچہ حضور نے اس آیت کریمہ کا حوالہ دیا جس میں ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا سے عرض کریں گے کہ مَیں نے اپنی قوم کو ایک خدا کی عبادت کا ہی حکم دیا تھا اور جب تک مَیں ان میں رہا، مَیں اس پر نگران تھا لیکن جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تُو ہی ان پر نگران تھا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ صرف قرآن کا دعویٰ نہیں بلکہ استثناء باب 6 آیت 13-14 میں اس تعلیم کا ذکر ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جسے حضرت عیسیٰ پڑھتے تھے۔ اس میں لکھا ہے کہ تو اپنے خداوند خدا کی عبادت کرنا۔ پھر انجیل میں بھی متی باب 4 آیت 10 میں حضرت عیسیٰ کے حوالے سے ایک خدا کی عبادت کی تعلیم کا ذکر ہے۔ اسی طرح لوقا باب 4 آیت 8 میں بھی ہے کہ خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر۔ حضور نے فرمایا کہ توحید کی یہ تعلیم مشترک ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ کوئی قدر مشترک نہیں۔

حضور نے ڈان رچرڈسن کے متعلق بتایا کہ اس نے اسلام کی شدت پسندی پر، پردہ، ازواج مطہرات اور آنحضرت ﷺ کے بارہ میں، اسی طرح قرآن کریم کے بارہ میں بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ حضور نے اسکے مختلف اعتراضات کا اور تضاد بیانیوں کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ اس پر ہماری بائبل ریسرچ ٹیم نے بہت کام کیا ہے۔ اور اسکے اپنے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ کہاں کہاں اسکے بیانات میں اختلاف اور تضادات ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ڈان رچرڈسن کو پانچ جلدوں میں جماعت کی طرف سے شائع شدہ انگریزی تفسیر القرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی بھجوائی گئی تھی اور لکھا گیا تھا کہ ہمیں تمہاری تحریر میں خدا اور مذہب کے حوالہ سے کوئی ٹھوس علمی اعتراض نظر نہیں آیا بلکہ تم نفرت کا پرچار کر رہے ہو اور آنحضرتؐ اور قرآن مجید کے بارہ میں تمہارا علم بالکل سطحی ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ قرآن میں 109 آیات ایسی ہیں جن میں جنگوں کا ذکر ہے اس لئے مسلمان شدت پسند ہیں۔ اس کو لکھا تھا کہ تم عیسائی مشنری ہو، تم جانتے ہو گے کہ بائبل میں 500 آیات ایسی ہیں جن میں جنگ کا ذکر ہے۔ ہم ایسی 250 آیات بائبل کی بھیج رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اکثر موقعوں پر بائبل نے اپنے دفاع کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ جب بائبل میں یہ چیز ہے تو غور سے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ قرآن کریم میں بھی دفاعی جنگوں کا ذکر ہے اور زیادہ احسن طریق پر دلیل دے کر ذکر کیا ہے۔

بہرحال اسے یہ بھی لکھا تھا کہ اسلام کی تعلیم کی روشنی میں جو جماعت احمدیہ نے سمجھی ہے اور ہم بیان کرتے ہیں ہم سے مناظرہ کر لو۔ اس نے کئی یاددہانیوں کے بعد جواب میں لکھا کہ مَیں نے تم سے یہ تحفے نہیں مانگے تھے۔ یہ تحفے بلا مانگے ملے ہیں۔ مجھے قرآن اور حدیث کے بارہ میں کسی کمنٹری سے مدد کی ضرورت نہیں اور اس نے یہ بھی لکھا کہ تمہاری جماعت کے کسی فرد کی یا جماعت کی مجھ سے مزید خط و کتابت بے فائدہ ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کا کام تو ہے کہ اس کو جواب دیں لیکن پہلے اپنا لٹریچر پڑھیں، علم حاصل کریں۔ دیکھیں کہ بائبل کی تعلیم کیا ہے۔ وہاں کیا تضادات ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ریسرچ ٹیم اس پر کام کر رہی ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب شائع ہو جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے سورتوں کی تفسیر کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’ہمارا خدا لَمۡ یَلِدۡ ہے اور کس قدر خوشی اور شکر کا مقام ہے کہ جس خدا کو ہم نے مانا اور اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر طرح کامل اور قُدُّوۡس ہے اور کوئی نقص اس میں نہیں۔ دو خوبیاں کامل طور پر اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں اور ساری صفات ان کو بیان کرتی ہیں۔ چنانچہ اول یہ کہ اس میں ذاتی حسن ہے اور اسی کے متعلق لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ: 12) فرمایا: قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فرمایا اور کہا کہ وہ اَلصَّمَدُ ہے، بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ اسکا کوئی بیٹا ہے۔ نہ اسکا کوئی ہمتا اور ہمسر ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 716-715)

پھر فرماتے ہیں کہ ’’اس اَقَلّ عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر یک قسم کی شراکت سے وجود حضرت باری کا مُنَزَّہ ہونا بیان فرمایا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ شرکت از روئے حَصرِ عقلی چار قسم پر ہے۔ کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔ سو اس سورۃ میں ان چاروں قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں۔ اور وہ صَمَد ہے یعنے اپنے مرتبہ وجوب اور مُحۡتَاجٌ اِلَیۡہِ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں مُمۡکِنُ الۡوَجُوۡد اور ہَالِکُ الذَّات ہیں جو اسکی طرف ہر دم محتاج ہیں اور وہ لَمۡ یَلِدۡ ہے یعنے اسکا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا ہونے کے اسکا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمۡ یُوۡلَدۡ ہے یعنی اسکا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اسکا کوئی شریک بن جائے اور وہ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اسکے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور مُنَزَّہ ہے اور وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 518 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم کی صاف تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوند وحید و حمید جو بالذات توحید کو چاہتا ہے اس نے اپنی مخلوق کو مُتَشَارِکُ الصِّفَات رکھا ہے اور بعض کو بعض کا مثیل اور شبیہہ قرار دیا ہے تا کسی فرد خاص کی کوئی خصوصیت جو ذات و افعال و اقوال اور صفات کے متعلق ہے اس دھوکہ میں نہ ڈالے کہ وہ فرد خاص اپنے بنی نوع سے بڑھ کر ایک ایسی خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص نہ اَصۡلًا نہ ظِلًّا اس کا شریک نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح کسی اپنی صفت میں واحد لاشریک ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں سورہ اخلاص اسی بھید کو بیان کر رہی ہے کہ احدیت ذات و صفات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ دیکھو اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے۔ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (الاخلاص: 2)‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 44 تا 45)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر میں سورۃ اخلاص کی تفسیر میں اس سورۃ کے مختلف ناموں کے لحاظ سے اس سورۃ کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں انکا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ

ان میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے اور فرد ہونے اور تثلیث وغیرہ کی تردید اس سورۃ میں کی گئی ہے۔

دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لاثانی ہونے کا اس میں بیان ہے۔

تیسری خصوصیت یہ کہ توحید کا ایسا واضح بیان کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے۔

چوتھی بات یہ کہ یہ انسان کے اندر اخلاص پیدا کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اس تعلق کو جوڑتی ہے۔

پھر یہ کہ اس بات پر پورا یقین رکھنے سے کہ خدا ایک ہے انسان نجات پاتا ہے۔

پھر یہ کہ یہ سورۃ پورے علم اور عمل اور معرفت کا ذریعہ ہو کر انسان کو درجہ ولایت تک پہنچا دیتی ہے۔

پھر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اسی کلام کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نماز پڑھتے ہوئے سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی تو رسول کریم ﷺ نے اس سورۃ کو سن کر فرمایا کہ اس شخص نے اپنے ربّ کی معرفت حاصل کر لی۔

پھر حدیث شریف میں آیا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ یُّحِبُّ الۡجَمَالَ کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ اسے سوال کیا گیا کہ اللہ کا جمال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا اَحَد، صَمَد، لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ہونا۔

پھر یہ سورۃ شرک اور نفاق سے انسان کو بری کر کے خدا تعالیٰ کا خالص بندہ بنا دیتی ہے۔

پھر احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت عثمانؓ بن مَظۡعُوۡن کے پاس تشریف لے گئے اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۃ اَلۡفَلَق اور سورۃ اَلنَّاس پڑھ کر ان پر پھونکا۔ اور انکو ہدایت کی کہ ان سورتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کیا کریں۔

پھر کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت صمد کا ذکر آتا ہے جس میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ کائنات کا ہر ذرّہ اس کا محتاج ہے۔ اس لئے اس کو سورۃ صمد بھی کہتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اُسِّسَتِ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ وَالۡاَرَضُوۡنَ السَّبۡعُ عَلٰی قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کا قیام قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی وجہ سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تثلیث کا عقیدہ آسمانوں اور زمین کی بربادی کا موجب ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡہُ وَ تَنۡشَقُّ الۡاَرۡضُ وَ تَخِرُّ الۡجِبَالُ۔ قریب ہے کہ آسمان اس گندے عقیدہ کی وجہ سے پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ گر کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوۡ کَانَ فِیۡھِمَاۤ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتا تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا گویا توحید کا عقیدہ اس دنیا کی آبادی کی بنیاد ہے۔

پھر حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا اَعۡطَیۡتُکَ سُوۡرَۃَ الۡاِخۡلَاصِ وَ ھِیَ مِنۡ ذَخَائِرِ کُنُوۡزِ عَرۡشِیۡ وَ ھِیَ الۡمَانِعَۃُ تَمۡنَعُ عَذَابَ الۡقَبۡرِ وَ نَفَحَاتِ النِّیۡرَانِ کہ میں نے تمہیں سورۃ الاخلاص دی ہے۔ اور یہ میرے عرش کے خزانوں کے ذخائر میں سے ایک ہے۔ اور یہ عذاب قبر اور آگ کے شعلوں سے بچانے والی ہے۔ کیونکہ جو سچی توحید پر قائم ہو جائے۔ اس کو آگ چھو نہیں سکتی۔

اس کو سُوۡرَۃُ الۡمُحۡضَر بھی کہتے ہیں کیونکہ جب یہ پڑھی جائے تو فرشتے اس کو سننے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

یہ سورۃ آگ سے یا شرک سے محفوظ رکھنے والی ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ سورۃ پڑھتے سنا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص تو شرک سے پاک ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے سو مرتبہ اس سورۃ کو پڑھا تو وہ آگ سے محفوظ ہو گیا۔

پھر یہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو یاد دلاتی ہے۔

پھر رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ اِنَّ لِکُلِّ شَیۡءٍ نُوۡرًا وَ نُوۡرُ الۡقُرۡاٰنِ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کہ ہر چیز کا ایک نور ہوتا ہے اور قرآن کا نور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد ہے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ توحید کو ماننے والا قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے اور اس سورۃ میں توحید کا ذکر ہے۔ پس یہ عذاب سے امن میں رکھنے والی ہے۔

پھر یہ سورۃ شیطان کو بھگانے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 10)

حضور ایدہ اللہ نے اس سورۃ کے فضائل کا تذکرہ حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر کے حوالہ سے کرتے ہوئے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کو ثلث قرآن قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: مَنۡ قَرَأَ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَکَاَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الۡقُرۡاٰنِ (فتح القدیر) یعنی جس نے سورۃ الاخلاص کو پڑھا تو گویا اس نے قرآن کریم کے تیسرے حصہ کو پڑھا۔ نیز ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعۡدِلُ ثُلُثَ الۡقُرۡاٰنِ (فتح القدیر) یعنی وہ ذات جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سورۃ الاخلاص قرآن کریم کے تیسرے حصہ کے برابر ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسکی یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اس سورۃ کے ثُلُثِ قرآن ہونے سے یہ مراد نہیں کہ یہ سورۃ قرآن کریم کے حجم کا تیسرا حصہ ہے۔ بلکہ صرف یہ مراد ہے کہ اسکا مضمون خاص اہمیت رکھتا ہے قرآن کریم اور احادیث کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں دو بڑے فتنے پیدا ہونے والے تھے۔ ایک دجّالی فتنہ اور دوسرا یاجوج و ماجوج کا فتنہ۔ اور ان دونوں فتنوں نے یکے بعد دیگرے اسلام کے ساتھ ٹکر لینی تھی۔ ایک فتنہ خدائے واحد کی بجائے تین خداؤں کا عقیدہ لئے ہوئے ہے یعنی خدا باپ۔ خدا بیٹا۔ خدا روح القدس اور دوسرا فتنہ دہریت کا ہے۔ یعنی وہ سرے سے خدا کا منکر ہے۔ قرآن کریم نے ان ہر دو فتنوں کے عقائد کی تردید کی ہے اور صحیح عقائد کو بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم خدا باپ کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ اور اسی طرح سے خدا باپ کے ربّ ہونے اور ایک ہونے کی تائید کرتا ہے۔ روح القدس اور خدا بیٹے کی نفی پورے زور سے کرتا ہے گویا قرآن کریم نے خدا باپ کی خدائی کو قائم کیا ہے اور خدا بیٹے اور خدا روح القدس کی تردید کی ہے۔ اس لئے یہ صاف بات ہے کہ چونکہ خدا باپ کی تائید قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے اس لئے سورۃ اخلاص بھی قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے۔ درحقیقت قرآن کریم کا کام توحید کو ثابت کرنا اور غلط عقائد کو مٹانا ہے۔ پس جب اس سورۃ نے نہایت جامع مانع الفاظ کے ساتھ مختصر طور پر وہ مضمون ادا کر دیا جس سے غلط عقائد کا ابطال ہوتا ہے اور توحید کی حقیقت کو بیان کر دیا تو یہ سورۃ ثلث قرآن کیا بلکہ سارے قرآن کے برابر ہو گئی۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ رسول کریم انے اس کو اعظم السور کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 516-519)

اسکے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الفلق کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد پڑھ کر سنایا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’مَیں شریر مخلوقات کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔ یعنی یہ زمانہ اپنے فساد عظیم کے رو سے اندھیری رات کی مانند ہے۔ سو الٰہی قوتیں اور طاقتیں اس زمانہ کی تنویر کیلئے درکار ہیں۔ انسانی طاقتوں سے یہ کام انجام ہونا محال ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ صفحہ 507 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 762)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: پس اس زمانہ میں دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ ہر شر سے بچنے کیلئے دعا کی ضرورت ہے۔ اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اَعُوۡذُ کے معنے ہیں مَیں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹے رہنا چاہتا ہوں۔ اور چمٹے رہنا اس طرح سے جس طرح بچہ خوفزدہ ہو کر ماں کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ اَعُوۡذُ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ چمٹ جاؤ کہ کوئی چیز تمہیں اس سے علیحدہ نہ کر سکے۔

حضور نے فرمایا کہ مختلف معانی کی رو سے قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ کے کئی معنے ہوں گے۔ مختصر یہ کہ مَیں اس خدا کی پناہ چاہتا ہوں جو اندھیرے کے بعد روشنی پیدا کرتا ہے۔ مَیں اس خدا کی پناہ چاہتا ہوں جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے یا جس نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔ جس نے دو گھاٹیوں کے درمیان ایک عمدہ میدان بنایا ہے۔ یعنی افراط و تفریط سے ہٹا دیا اور اسلام کو ایک ایسا مذہب بتایا جو وسطی مذہب ہے۔ یا مَیں اس خدا کی پناہ میں آتا ہوں جس کا اقتدار قید خانوں پر بھی ہے۔ اس خدا کی پناہ چاہتا ہوں جو نہروں کا ربّ ہے۔ دریاؤں اور پانیوں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت ہے۔ آج کل پانی کا مسئلہ بھی اتنا شدید ہو گیا ہے کہ دنیا میں اس کی خاطر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ اور پانی ہی ہے جو ڈبونے کا باعث بنے گا۔ آج کل موسم میں جو گرمی پیدا ہو رہی ہے اس کی وجہ سے گلیشیئر کی برف پگھل رہی ہے اور سمندروں کی سطح بلند ہو رہی ہے۔ اس میں کئی ملک ڈوب جائیں گے۔ UK کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ آئندہ پچاس سال میں اس کا کچھ حصہ پانی کے اندر آ جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ پانی زندگی کیلئے بھی ضروری ہے اور زندگی کا اہم جزو بھی ہے لیکن ختم کرنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ طوفان آتے ہیں تو تباہی آتی ہے۔

اسی طرح مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کے معنے ہوں گے (1) مَیں پناہ چاہتا ہوں رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ اندھیرا چھا جائے۔ (2) مَیں پناہ چاہتا ہوں اس وقت کے شر سے جب سورج غروب ہو جائے۔ (3) پناہ چاہتا ہوں اس وقت کے شر سے جب چاند اور سورج کو گرہن لگے۔

حضور نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ کے وقت میں چاند سورج کو گرہن لگا جو آنحضرتؐ نے مسیح موعودؑ کی آمد کی نشانی بتائی تھی۔ اب اس گرہن کو نہ ماننے والے اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد بنے۔ اور پھر یہ کہ مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد اس سے دور ہٹنا بھی انسان کو عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے اس لئے ہمیشہ شر سے پناہ مانگنی چاہئے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا ...... (آل عمران: 9) پھر (4) پناہ چاہتا ہوں اس وقت کے شر سے جب کہ فراخی کے بعد تنگی آ جائے۔ (5) اس وقت کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جبکہ انسان گڑھے میں داخل ہو۔ زلزلے ہیں، طوفان ہیں، آفات ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ کے معنے ہوں گے کہ (1) مَیں پناہ چاہتا ہوں ان نفوس کے شر سے جو دوستیوں اور معاہدات کو تڑوا دیں۔ (2) مَیں پناہ چاہتا ہوں ان گروہوں کے شر سے جو خلفاء کا مقابلہ کروائیں اور انکی بیعت تڑوائیں کہ فلاں خلیفہ نے تو یہ کہا تھا، فلاں نے یہ تشریح کی تھی، فلاں کے یہ اصول تھے، تمہارے یہ اصول ہیں، کس کی پیروی کرنی چاہئے۔ اس پر بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ چیزیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ھٰذَا کِتَابٌ مُّبَارَکٌ فَقُوۡمُوۡا لِلۡاِجۡلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ (تذکرہ، صفحہ 187)

یعنی یہ کتاب (آئینہ کمالاتِ اسلام) مبارک ہے اِسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ

(الہام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ارشادِ نبوی ﷺ

تَعَلَّمُوا الۡیَقِیۡنَ (اربعین اطفال)

(یقین کو سیکھو)

طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

بھی فتنہ وفساد پیدا کرنے والی ہیں اس سے پناہ مانگو۔ پھر (3) مَیں پناہ چاہتا ہوں ان نفوس کے شر سے جو اتحاد کو برباد کرائیں اور مسلمانوں کی حکومتوں کو تباہ کروائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ جور چرڈسن ہے اس نے اپنی کتاب میں فرانس کے ایک مستشرق کا حوالہ لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی اس میں ہے کہ انہیں اسلام سے آزاد کروایا جائے۔

پھر حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الناس کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ پڑھ کر سنایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’جِنّ وہ ہے جو چھپ کر وار کرے اور پیار کے رنگ میں دشمنی کرتے ہیں۔ وہی پیار جو حوّا سے آکر نحّاش نے کیا تھا۔ اس پیار کا انجام وہی ہونا چاہیے جو ابتداء میں ہوا۔ آدم پر اس سے مصیبت آئی۔ اس وقت گویا وہ خدا سے بڑھ کر خیر خواہ ہوگیا۔ اِسی طرح یہ بھی وہی حیاتِ ابدی پیش کرتے ہیں جو شیطان نے کی تھی۔ اِس لئے قرآن شریف نے اوّل اور آخر کو اس پر ختم کیا۔ اِس میں یہ سِرّ تھا کہ تا بتایا جاوے کہ ایک آدم آخر میں بھی آنے والا ہے۔ قرآن شریف کے اوّل یعنی سورت فاتحہ کو وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر ختم کیا۔ یہ امر تمام مفسّر بالاتفاق مانتے ہیں کہ ضالّین سے عیسائی مراد ہیں اور آخر جس پر وہ ختم ہوا وہ یہ ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ○ مَلِكِ النَّاسِ○ اِلٰهِ النَّاسِ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○ سورۃ النّاس سے پہلے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں خدا تعالیٰ کی توحید بیان فرمائی اور اِس طرح پر گویا تثلیث کی تردید کی۔ اسکے بعد سورۃ النّاس کا بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ عیسائیوں کی طرف اشارہ ہے۔ پس آخری وصیت یہ کی کہ شیطان سے بچتے رہو۔ یہ شیطان وہی نحّاش ہے جس کو اس سورت میں خنّاس کہا۔ جس سے بچنے کی ہدایت کی۔ اور یہ جو فرمایا کہ رَبّ کی پناہ میں آؤ۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ جسمانی امور نہیں ہیں بلکہ رُوحانی ہیں۔ خدا کی معرفت، معارف اور حقائق پر پکے ہو جاؤ تو اس سے بچ جاؤ گے۔ اِس آخری زمانہ میں شیطان اور آدم کی آخری جنگ کا خاص ذکر ہے۔ شیطان کی لڑائی خدا اور اسکے فرشتوں سے آدم کے ساتھ ہوکر ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اسکے ہلاک کرنے کو پورے سامان کے ساتھ اُترے گا اور خدا کا مسیح اس کا مقابلہ کرے گا۔ یہ لفظ مشیح ہے جسکے معنے خلیفۃ کے ہیں عربی اور عبرانی میں۔ حدیثوں میں مسیح لکھا ہے اور قرآن شریف میں خلیفہ لکھا ہے۔ غرض اس کیلئے مقدر تھا کہ اس آخری جنگ میں خَاتَمُ الْخُلَفَاءِ جو چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو، کامیاب ہو۔‘‘ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 144)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس یہ زمانہ اسلام کے غالب آنے کا زمانہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اس کے مسیح نے شیطان پر غالب آنا ہے اور انشاء اللہ غالب آ کر رہے گا۔ احمدیوں کو یہ دلائل یاد کرنے چاہئیں تا کہ ان کے سامنے کوئی ٹھہر نہ سکے۔

اسکے بعد حضور ایدہ اللہ نے مختلف دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ آپ کی آل کیلئے دعائیں کریں۔ خاندان مسیح موعودؑ کیلئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے بزرگ آباء واجداد کے نقش قدم پر چلائے اور وہ لوگ دنیا داری کی طرف جھکنے والے نہ ہوں اور ہر قسم کی دینی کمزوریوں سے انہیں نجات بخشے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے حقیقی مقصد کو پہچاننے والے ہوں۔ عالم اسلام کیلئے عمومی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں باہمی اتحاد اور ہمدردی عطا فرمائے۔ ان کے آپس کی پھوٹ اور اختلافات سے دشمن فائدہ اٹھا رہا ہے۔

حضور انور نے نظام جماعت عالمگیر کیلئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہر ملک میں اور ہر جماعت میں عہدیدار جو کام کرنے والے ہیں ان کو بھی نظام کو سمجھتے ہوئے خدمت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دیتے ہوئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور افراد جماعت کو بھی نظام جماعت کا پورا پابند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح وقف کا نظام ہے۔ واقفین زندگی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور جس کام کیلئے وقف کیا ہوا ہے اسکا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واقفین ہیں، وقف نو کے مجاہدین ہیں جو بڑے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنا وقف حقیقت میں نبھانے والے ہوں اور ان کے والدین نے ان کے ساتھ جو خواہشات اور توقعات وابستہ رکھی ہیں ان کو بھی وہ پورا کریں۔ جن دعاؤں کے ساتھ ان کو وقف کیا تھا اس کو حاصل کرنے والے ہوں۔ بڑی عمر کے واقفین نو جو Teenage میں ہیں یا بڑے ہو گئے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اگر جامعہ میں تعلیم حاصل نہیں کر رہے تو دینی علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یا کوئی دنیاداری میں بھی پڑ گئے ہیں ان کیلئے ان کے والدین فکرمند بھی ہیں۔ ان کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے والدین نے جو عہد اور وعدہ کیا تھا ان کو اسکے نبھانے اور پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دجال کے فتنے کے شر سے بچنے کیلئے خدا ہر ایک کو ان کی چالوں اور خطرناک منصوبوں اور بُرے ارادوں سے بچائے اور دنیا کے امن کو جو بھی برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور دنیا کو بھی اس سے محفوظ رکھے۔

شہدائے احمدیت کیلئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند تر کرتا چلا جائے اور انکے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ خود اپنی حفاظت میں رکھے اور ہمیشہ ان کی پریشانیاں اور تکلیفیں دور فرماتا رہے۔ اسیران راہ مولیٰ ابھی بھی پاکستان میں ہیں ان کی بھی جلد آزادی کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انکی رہائی فرمائے اور تمام الزامات سے بَری فرمائے۔ ان کے اہل وعیال کو بھی اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر شر سے بچا کر رکھے۔ اشاعت اسلام و احمدیت کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ جلد سے جلد اسلام و احمدیت کو غلبہ عطا فرمائے اور جو منصوبے جماعت احمدیہ کی ترقی کیلئے ہم بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو پورا فرمائے۔ اسی طرح جو لوگ مختلف قسم کے مسائل سے دوچار ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مسائل حل فرمائے۔

حضور نے تحریک جدید اور وقف جدید کی مالی قربانیاں کرنے والوں کیلئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے اور ان کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ مختلف قسم کے لوگ جو اپنے کاروباروں میں اپنی بے وقوفیوں کی وجہ سے یا دھوکے کی وجہ سے مختلف چٹّیوں میں پڑ گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں بھی دور فرمائے۔ اسی طرح مصیبت زدگان ہیں، جہاں بھی ہیں، چاہے احمدی ہیں یا نہیں، جو سیاسی، مذہبی ظلموں یا قومی تعصّبات کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح بلا امتیاز مذہب وملت اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں۔ جو مظلوم ہیں ان کو بھی اس سے رہائی عطا فرمائے۔ ازدواجی خاندانی جھگڑوں میں جو مبتلا ہیں اللہ انہیں اس سے نجات دے۔ صبر اور حوصلہ ان میں پیدا کرے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا داری میں پڑ کر بعض احمدیوں میں بھی صبر اور حوصلے کی کمی ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ ایک دوسرے سے تعلقات میں برداشت پیدا کریں۔ ایسی بچیاں جن کے رشتوں میں تاخیر ہے اللہ تعالیٰ ان کیلئے جلد بہتر سامان پیدا فرمائے اور ان کے نیک نصیب کرے۔ بیوگان ہیں، یتامیٰ ہیں اللہ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ان کی ضروریات کو پورا فرمائے۔ بے اولاد لوگ ہیں ان کو اولاد کی خوشیاں دکھائے۔ طلباء ہیں ان کو امتحانوں میں کامیابی عطا فرمائے۔ بیروزگاروں کو روزگار مہیا فرمائے۔ اسی طرح سب کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں آج کل حالات دوبارہ بہت زیادہ بگڑ گئے ہیں۔ لاہور میں بعض اچھی جگہوں پر جہاں پڑھے لکھے لوگ رہتے ہیں، ماڈل ٹاؤن وغیرہ میں وہاں بھی مولویوں کا زور اس طرح ہو گیا ہے کہ احمدیوں کو نمازیں پڑھنے سے، مسجد میں جانے سے، عید پڑھنے سے روکا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے اور یہ تمام روکیں دور فرمائے۔ بلکہ اب تو بعض عرب ملکوں میں بھی حکومت کی طرف سے مولویوں کے پریشر کی وجہ سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ جہاں پہلے احمدیوں کو اجازت تھی کہ جمع ہو کر نمازیں پڑھیں اب وہاں بھی یہ حالات ہو رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ جمع ہوکر نمازیں نہ پڑھیں۔ اسی طرح اسلام کے نام پر، احمدیت کے نام پر ستائے جانے والے لوگ جو دنیا میں کسی جگہ بھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

عالم اسلام کے مسائل بھی بڑے الجھ رہے ہیں۔ ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو آزادیاں نصیب فرمائے اور نور فراست عطا فرمائے، عقل عطا فرمائے کہ یہ لوگ آنے والے مسیح موعود کو قبول کرنے والے ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے ابتلاؤں کے دور کو جلد ختم کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تمام کارکنان سلسلہ کیلئے بھی دعا کی تحریک فرمائی جو کسی بھی شکل میں خدمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور پریشانیاں دور فرمائے۔ ایم ٹی اے کے جملہ کارکنان جو یہاں ہیں یا دنیا میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ ان کو جزا دے۔ بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کی ایک بہت بڑی تعداد والنٹیئرز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔

حوادث زمانہ، زلازل، آفات سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

اسکے بعد حضور انور نے درود شریف پڑھا اور اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ کے علاوہ آنحضرتؐ کی دعا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ پڑھی۔ اسکے علاوہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔ پڑھی اور ان کا ترجمہ بھی فرمایا۔

پھر حدیث کی ایک دعا پڑھی جس کا مطلب ہے کہ اے اللہ تو ہمیں اپنا خوف عطا کر جسے تو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان روک بنا دے اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو۔ اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے۔ اور اتنا یقین بخش کہ جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تُو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ ہمیں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تُو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اسکے برخلاف ہماری مدد فرما اور دین میں کسی ابتلا کے آنے سے ہمیں بچا اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مبلغ علم ہو۔ یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک محدود نہ ہو اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔ اے اللہ مَیں تیری فرمانبرداری کرتا

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہم جلسوں اور اجتماعات کا انعقاد اس لیے کرتے ہیں کہ سب لوگ اکٹھے ہوکر اپنے اپنے اخلاقی اور روحانی معیار بہتر کر سکیں‘‘

(خطاب برموقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’روحانیت میں ترقی کی پہلی سیڑھی نماز ہے‘‘

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ فن لینڈ 2019)

طالب دعا: عبدالرحمن خان (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اس کی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں

جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو کم دینی علم رکھتے ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے

جب بچے دیکھیں گے کہ گھروں میں دینی کتابیں پڑھی جا رہی ہیں تو ان میں بھی رجحان پیدا ہوگا

دینی علم قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے

مَیں نے جماعت کو بھی کہا ہے اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہا ہے کہ اسلام اور جماعت کا حقیقی تعارف ہر طبقہ تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور دس سال کا ایک منصوبہ بنانا چاہئے، ہمیں ہر سال کم از کم دس فیصد آبادی تک جماعت کا تعارف پہنچانا ہوگا

تبلیغ کے میدان میں ایک خاص شوق، جذبے اور کوشش سے اپنے آپ کو پیش کریں، اس مہم کو مؤثر طور پر انجام دینے کیلئے اہم ہدایات

صف دوم کے انصار کو وصیت کے نظام میں سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے

مالی قربانیوں میں معیار بلند کرنے کی طرف توجہ کی تحریک، انصار کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے

(خطاب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقعہ اجتماع انصار اللہ یو کے، منعقدہ 4/اکتوبر 2009ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جماعتی ذیلی تنظیموں کے نظام میں انصار اللہ کی تنظیم ایک ایسی تنظیم ہے جس کے ممبران اپنی عمر کے لحاظ سے عمر کے اُس حصہ میں پہنچ جاتے ہیں جہاں مکمل طور پر بالغ سوچ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔ اِس عمر میں انسان ہر کام سوچ کر اور جذبات سے بالا ہو کر اور ہوش و حواس میں کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ارزل العمر کو پہنچ جاتے ہیں اور پھر اُن کی یادداشتوں اور اعضاء میں اتنی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا وہ بچپن کی عمر میں واپس لوٹ جاتے ہیں اور پیغام رسانی والے پیغام نے یہ صحیح لکھا ہے کہ آخر میں سب کچھ ذہن کھا جاتا ہے اور نہ ذہن رہتا ہے اور نہ ہڈیاں رہتی ہیں۔ انصار اللہ میں انسان چالیس سال کی عمر میں داخل ہوتا ہے اور ایک بڑا لمبا عرصہ کام کرنے کی بھی اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی بھی توفیق ملتی ہے۔ اِس عمر میں وہ اپنی دنیوی امور کی معراج کو بھی حاصل کرتا ہے اور روحانی امور کی معراج کو بھی حاصل کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ اِس بلوغت کی سوچ کی عمر اور تجربہ کار انسان کو بچوں اور نوجوانوں کی طرح نصیحت تو نہیں کی جا سکتی۔ ہاں یاددہانی کروائی جا سکتی ہے۔ گو یاددہانی بھی نصیحت کی ہی ایک قسم ہے اور اُس کا ایک رنگ ہے لیکن یہ نصیحت اس قسم کی ہے کہ جو انصار کو اس لحاظ سے کروائی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں تم پر ڈالی ہیں اور جو تم پر عائد ہوتی ہیں شائد انہیں بھول رہے ہو۔ علم تو اکثر کو ہوتا ہے اور یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جو جماعتی نظام میں شامل ہے اور جو اس عمر کو پہنچ گیا ہے اُس کو بعض باتوں کا علم نہیں۔ علم تو ہے لیکن علم کے باوجود توجہ نہیں دی جا رہی یا بھول رہے ہیں۔ بہر حال جو بھی وجہ ہے یاددہانی تو اس لحاظ سے کروائی جاتی ہے کہ جس بات پر توجہ نہیں دے رہے اور بھول رہے ہو اس پر توجہ کروایا اگر توجہ ہے تو اُس معیار کے حصول کی کوشش کرو جو انصار کا ہونا چاہیئے۔ اس لئے یاددہانی میں یہی کہا جاتا ہے کہ ان امور کی طرف توجہ دو، ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دو، ان کاموں کی طرف توجہ دو جو تمہارے ذمہ لگائے گئے ہیں۔

عبادات کی طرف توجہ کریں

صدر صاحب انصار اللہ سے جب میں نے پوچھا کہ کوئی خاص بات جو انصار کو کہنے والی ہے تو بتائیں۔ انہوں نے کہا اور جیسا کہ انہوں نے رپورٹ میں پڑھا اور اجتماع کے دوران سیشن بھی ہوتے رہے کہ اس سال نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کو ہم نے سب سے پہلی ترجیح میں رکھا ہے لیکن جو ٹارگٹ ہمیں حاصل کرنے چاہئے تھے وہ حاصل نہیں کر سکے۔ اس لئے اگر اس طرف توجہ دلانا چاہیں تو دلا سکتے ہیں۔ صدر صاحب کا یہ جواب جہاں مجھے حیران کرنے والا تھا وہاں فکر مند کرنے والا بھی تھا کیونکہ نوجوانوں اور بچوں کو تو یہ بار بار نصیحت کی جاتی ہے اور والدین کو اِس کیلئے سب سے مؤثر ذریعہ سمجھا جاتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ دو اور حقیقت میں والدین ہیں بھی ایک بہت مؤثر ذریعہ۔ لیکن اگر ان میں خود ہی، جن کی اکثریت انصار اللہ میں ہے، اس کام کی طرف پوری توجہ نہیں دی جا رہی تو وہ بچوں اور نوجوانوں کو کس طرح نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں یا ان پر نمازوں کی اہمیت واضح کر سکتے ہیں یا اس کی تلقین کر سکتے ہیں۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تو اپنے بڑوں کو اس قدر تردّد سے اس طرف توجہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ان کو تو اس اہتمام سے نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس طرف پوری توجہ نہ دینے کی وجہ سے جہاں خود انصار اللہ میں اپنی روحانی حالت میں ٹھہراؤ یا گراوٹ کا اظہار ہوتا ہے وہاں یہ امر اگلی نسلوں میں نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ نہ دلانے کا باعث بھی بن رہا ہے۔ تقویٰ سے دور لے جانے والا بن رہا ہے اور پھر انصار اللہ کی عمر تو ایک ایسی عمر ہے جس میں زندگی کے انجام کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ آخر کار بڑھتی عمر کے ساتھ ایک دن انسان کا خاتمہ ہونا ہے اور وہی انجام ہے۔ تو انجام کی طرف یہ جو تیزی سے بڑھتے ہوئے قدم ہیں وہ تو بہت زیادہ فکر اور تردّد کے ساتھ اس طرف توجہ دلانے والے ہونے چاہئیں۔ پس ایک مومن جسے خدا تعالیٰ کا خوف ہو اپنی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے انجام کو سامنے دیکھتے ہوئے خوف زدہ ہو جاتا ہے اور خوف کی یہ حالت پھر اسے مجبور کرتی ہے کہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اُس کا قرب چاہے۔

گزشتہ دنوں ہم رمضان کے مہینے سے گذرے ہیں۔ امید کرتا ہوں کہ کمزوروں میں بھی ان دنوں میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہوگی اور نمازوں کی طرف توجہ ہوئی ہوگی۔ اور جیسا کہ مساجد کی حاضری سے ثابت ہے کہ توجہ ہوئی ہے۔ پس اس توجہ کو اگر انصار سو فیصدی اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں تو ایک عظیم الشان پاک تبدیلی ہمیں جماعت کے اندر نظر آئے گی جس کے اثرات نہ صرف ہم اپنے اندر محسوس کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے بیوی بچوں میں بھی محسوس کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جب نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تو یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس ذریعہ سے ایک پاک انقلاب تمہارے اندر پیدا ہوگا۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ کوئی دعا یا ذکر بتائیں جس سے ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو اور وہ پاک تبدیلی اگر پیدا ہو جائے تو پھر قائم بھی رہے۔ سب سے بڑی دعا اور سب سے بڑا ذکر نماز ہی ہے بشرطیکہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے وہ ادا کی جائے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس جس کو مغز مل جائے جس میں تمام قسم کی دعائیں آجاتی ہیں اور نہ صرف دعائیں آجاتی ہیں بلکہ انسان کی ہر طرح کی عاجزی اور انکساری اور کم مائیگی اور تضرّع کی وہ حالتیں بھی آجاتی ہیں جس سے ایک مومن خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بن سکتا ہے تو اُس کو کسی دوسری قسم کے اذکار اور دعاؤں کی کیا ضرورت ہے؟

پس جب انصار اللہ کا نام اپنے ساتھ لگایا ہے تو سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اسکی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں۔ جیسا کہ میں نے کہا انصار اللہ نے اپنے تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں اور بچوں کیلئے بھی نمونہ بننا ہے اور اگر انصار اللہ میں نمازوں کے بارے میں سستیاں ہوتی رہیں یا ان میں سے ایک بڑا حصہ سستی دکھاتا رہے یا اگر اکثریت نہ سہی مگر ایک حصہ سستی دکھاتا رہے تو جہاں وہ نماز کے اہم فریضہ پر توجہ نہ دے کر اپنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں کمی کر رہے ہوں گے وہاں وہ ایک مذہبی فریضہ پر پوری طرح عمل نہ کر کے ایک ایسا جرم کر رہے ہوں گے جو مذہبی جرم ہے۔ نماز ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ کلمہ طیّبہ پڑھنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے کے بعد اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کے بعد نماز کے فریضہ کو اسلام کے سب سے اہم رکن کے طور پر رکھا گیا ہے۔ گویا کلمہ طیّبہ مسلمان ہونے کا زبانی اقرار ہے اور نماز اس کی عملی تصویر ہے۔ پس جب تک عمل نہ ہو زبانی دعوے کر کے ایک انسان مجرم بنتا ہے۔ ایک ملکی قانون کو تو انسان مان لیتا ہے لیکن اگر عمل اس کے الٹ کرے تو کیا یہ ملکی قانون توڑنے والا مجرم نہیں کہلائے گا۔ یقیناً انسان اس سے مجرم بنتا ہے تو اس طرح نماز کی ادائیگی نہ کرنے والا بھی مذہبی مجرم ہے اور پھر جب بچوں کی تربیت کی ذمہ داری بھی انصار پر ڈالی گئی ہے تو ان کے سامنے نیک نمونے قائم نہ کر کے اور پھر اس امانت کا حق ادا نہ کر کے ایسے لوگ قومی مجرم بن جاتے ہیں۔ اگر قوم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو وہ ان لوگوں کے عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جن کے سپرد یہ ذمہ داری لگائی ہوتی ہے۔ اگر ان کی نسل میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو

ان کی نگرانی اور دعا میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔پس جب انصار یہ کہتے ہیں کہ الحمدللہ ہم مجلس انصاراللہ کے ممبر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس مجلس کے ممبر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مددگاروں کی مجلس ہے۔اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام اور آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کیلئے ہر قسم کی عملی مدد کرنے کیلئے بھی تیار ہیں اور عملی مدد کا پہلا اور بنیادی قدم بلکہ ایسا قدم جسے خدا تعالیٰ نے فرائض میں شامل فرمایا ہے نماز ہے اور عبادت کے یہی عملی نمونے جب گھروں میں قائم ہوتے ہیں،نماز کے قیام کی گھروں میں بات ہوتی ہے تو نئی نسل بھی اسکی اہمیت اپنے ذہنوں میں بٹھا لیتی ہے اور اس طرح ہم اپنی نسلوں کی تربیت انہی بنیادوں پر کر رہے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں اور یہ ایک بہت بڑا اہم کردار ہے جو خاموشی سے گھر کا سربراہ ادا کر رہا ہوتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ انصاراللہ کی کمزوری سے نسلوں میں کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ایک بچے نے اُس بزرگ کو صحیح جواب دیا تھا کہ اگر میں کیچڑ میں پھسلا تو میرے پھسلنے سے مجھے چوٹ لگے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو پوری قوم کو لے کر ڈوب جائیں گے۔تو اُس بزرگ نے بھی اس کا صرف ظاہری مطلب نہیں لیا بلکہ اُن کی سوچ اس بات کی گہرائی تک گئی کہ بچہ صحیح کہہ رہا ہے۔میرے کئی شاگرد ہیں۔کئی ایسے لوگ ہیں جو میرے پیچھے چلنے والے ہیں۔میری زندگی کے ہر عمل میں ذرا سی لغزش بھی میرے پیچھے چلنے والوں کی دنیا و آخرت خراب کر سکتی ہے۔پس یہ سوچ ہے جو انصاراللہ کے ہر ممبر کو ہر ناصر کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم حقیقی انصار اللہ ہیں۔ورنہ مجلس انصار اللہ کی ممبر شپ لے لینا یا اُس میں شامل ہو جانا یا چالیس سال کی عمر کے بعد طوعاً و کرعاً یا مجبوری سے اس میں شامل ہو جانا یا جماعتی قواعد کی روح سے اس کا ممبر بننا یا اپنی آمد میں سے کچھ چندہ مجلس دے دینا یا چیرٹی واک میں حصہ لے لینا یا اجتماع پر چند پروگراموں میں حصہ لے لینا یا اجتماع میں دو دن کیلئے شامل ہو جانا آپ کو انصاراللہ نہیں بنا سکتا۔

انصار اللہ وہ ہیں جو دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں کیا حکم دیئے ہیں۔ایک مومن کی حیثیت سے ہمارے کیا کیا فرائض ہیں اور پھر ہم نے اُن فرائض پر خالص خدا تعالیٰ کی رضا کی حصول کیلئے کس طرح عمل کرنا ہے۔کس طرح ان کو بجالانے کیلئے سعی اور کوشش کرنی ہے۔پس یہ جو عبادتوں اور نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے یہ بہت اہم چیز ہے۔انصاراللہ میں سے تو سو فیصد کو اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔

دینی علوم کے حصول کی طرف توجہ کریں

اسکے علاوہ میں کچھ اور باتوں کی طرف بھی آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔اُن میں سے ایک یہ ہے کہ دینی علم کی طرف توجہ اور اس کا حصول۔یہ قرآنِ کریم،احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ پنگھوڑے سے لے کر لحد یعنی قبر تک علم حاصل کرو اور یہ علم حاصل کرتے چلے جانا ایک مومن کا فرض ہے۔اس لئے یہ تو کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا علم اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ اب مجھے علم کی ضرورت نہیں۔غور کرنے پر قرآن کے تو بے انتہا نئے مطالب سمجھ آتے ہیں۔احادیث میں بھی بعض ایسی غور طلب احادیث ہیں جو بعض اوقات اس کا علم رکھنے والوں کو بھی پوری طرح سمجھ نہیں آتیں اور وہ اس کیلئے پھر اپنے سے بہتر احادیث کا علم رکھنے والوں سے مدد لیتے ہیں۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ہیں۔ہر مرتبہ پڑھنے پر نئے معانی اور معرفت کے نکات ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔اس لئے کوئی یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ ہم نے کتب کو پڑھ لیا ہے۔یا قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لیا ہے یا تفسیریں پڑھ لی ہیں یا کچھ احادیث پڑھ لی ہیں اس لئے اب ہم اتنے قابل ہو گئے ہیں کہ اب مزید علم کی ضرورت نہیں۔علم کو تو بڑھاتے چلے جانا چاہئے۔جو اپنے آپ کو اپنے زعم میں بہت بڑا علمی آدمی سمجھتے ہیں ان کی سوچیں بڑی غلط ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ الفضل جماعت کا اخبار ہے۔لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے،وہی پرانی باتیں ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا،وہ فرماتے ہیں کہ شائد ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شائد مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آ جایا کرتی ہے۔(مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر،انوار العلوم جلد 14،صفحہ 546-545)

تو جس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہو وہ تو پڑھتا رہتا ہے اور بغیر کسی تکبر کے جہاں سے ملے پڑھتا رہتا ہے۔جو علم رکھتے ہیں انہیں اپنا علم مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور جو کم دینی علم رکھتے ہیں اُن کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے تا کہ پھر یہ علم جہاں ان کی اپنی معرفت بڑھانے کا باعث بنے وہاں ان کے بچوں کیلئے بھی نمونہ قائم کرنے والا ہو۔جب بچے دیکھیں گے کہ گھروں میں دینی کتابیں پڑھی جا رہی ہیں تو اُن میں بھی رجحان پیدا ہوگا۔اکثر اُن گھروں میں جہاں یہ کتابیں پڑھی جاتی ہیں اُن کے بچے شروع میں ہی چھوٹی عمر میں ہی کتابیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔اور یہ علم پھر سب سے بڑھ کر تبلیغی میدان میں کام آتا ہے۔

تبلیغ کی طرف توجہ کریں

انصاراللہ کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جو فارغ ہے تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے،گھر والوں کو پریشان کرنے کے مجلس انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ کے جو ممبران ہیں اُن کو تبلیغ کیلئے استعمال کیا جائے اور وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کیلئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد کریں۔

جیسا کہ مَیں نے جماعت کو بھی کہا ہے اور ذیلی تنظیموں کو بھی کہا ہے کہ اسلام اور جماعت کا حقیقی تعارف ہر طبقہ تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور دس سال کا ایک منصوبہ بنانا چاہئے کہ دس سال میں یہاں UK میں ہر شخص تک جماعت کا ایک مختصر سا تعارف پہنچا سکیں اور پھر اس کیلئے ہمیں ہر سال کم از کم دس فیصد آبادی تک جماعت کا یہ تعارف پہنچانا ہوگا۔صرف اتنا سا پیغام ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام کیا ہے؟ آپؑ کی بعثت کا مقصد کیا ہے؟ دین کی ضرورت کیا ہے؟۔اتنا پیغام ہی پہنچ جائے مختصر باتیں ہوں اور آگے پیچھے ایک ورقہ شائع کیا جائے اور اُس پر ہماری ویب سائٹ کا پتہ دیا جائے۔ایم ٹی اے کا پتہ دیا جائے تا کہ جو دلچسپی رکھنے والے ہیں وہ پھر خود ہی توجہ کرتے ہیں۔بجائے اس کے کہ ایک چھوٹا سا فنکشن کر کے چند آدمیوں کو چند کتابیں دے دی جائیں جو گھر جا کے رکھ دیتے ہیں اور پڑھتے بھی نہیں اور وہ کتابیں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں تو اس طرح وہ کسی اور کے کام آسکتی ہیں۔بنیادی طور پر پہلے یہ دیکھیں کہ جس کو دے رہے ہیں اس کو مذہب سے یا دین سے کوئی دلچسپی بھی ہے کہ نہیں۔پس پہلا کام تو یہ کہ جو تعارفی ایک ورقہ ہے وہ ہر شخص تک پہنچ جانا چاہئے۔پھر اس کے ساتھ ساتھ مزید رستے کھلتے چلے جائیں گے۔اگر انصار اللہ میں وہ ممبران جو کچھ نہیں کر رہے اور فارغ بیٹھے ہیں یا کسی ڈاکٹری مشورہ کی وجہ سے،کسی چوٹ وغیرہ کی وجہ سے بھاری کام نہیں کر سکتے اور ان کو ڈاکٹروں نے سرٹیفیکیٹ دیا ہو کہ تم نے کام نہیں کرنا تو وہ یہ تبلیغ کا کام تو کر سکتے ہیں۔وہ اس پیغام کے پہنچانے اور احمدیت کا تعارف پہنچانے کی مہم میں بہت اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ جب وہ عملاً اس میدان میں قدم رکھیں گے تو اپنے دینی علم کی ترقی اور دعاؤں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور پھر یہ توجہ بڑھتی چلی جائے گی اور اس سے روحانیت میں ترقی ہوتی چلی جائے گی۔پس یہ دوسری بات ہے کہ تبلیغ کے میدان میں ایک خاص شوق،جذبے اور کوشش سے اپنے آپ کو پیش کریں۔

مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں

پھر ایک بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی ہے۔میں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ انصار اللہ کی عمر میں ایک ایسا طبقہ بھی ہوتا ہے جو اپنے پیشہ ورانہ صلاحیتوں یا ہنر کے کمال کو پہنچ چکا ہوتا ہے۔اسی طرح اپنی آمدنیوں کے،تنخواہوں کے،اجرتوں کے جو Maximum سکیل ہوتے ہیں اُن کو حاصل کر رہا ہوتا ہے۔اس وجہ سے آپ کی آمدنیوں میں جو ترقی ہے اس میں دین کا حق بھی اپنی قربانی کے معیاروں کو بلند کرتے ہوئے ادا کریں۔

ایک تو مَیں نے کہا تھا کہ صفِ دوم کے جو انصار ہیں وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔اگر صف دوم کے انصار نے اس طرف توجہ دی ہے اور ان کی اکثریت،بلکہ صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔اگر تو اکثریت شامل ہوگئی ہے تو الحمدللہ اور اگر کوئی مزید گنجائش ہے تو اسے بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش مجلس انصار اللہ کی سطح پر ہونی چاہئے۔اگر وہ معیاری عمل نہیں کئے جن کی انصار اللہ سے توقع کی جاتی ہے تو تب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ہمارے عمل ایسے ہیں کہ ہمیں وصیت کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔اگر ایسے عمل ہیں تب بھی وصیت کرنی چاہئے۔ہو سکتا ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ اُن میں نیکی کی روح پھونک دے۔بلکہ وصیت کرنے کے بعد بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ خود بخود توجہ پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی وجہ بھی بن رہی ہے،دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔نمازوں کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔قربانیوں کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔قربانیوں کے معیار بلند ہو رہے ہیں۔ستر یا پچھتّر سال کے جو انصار ہوتے ہیں ان میں سے بعض کی وصیت تو مرکز منظور کرتا ہے اور بعضوں کی نہیں کرتا۔لیکن صف دوم کے جو انصار ہیں ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

پھر اسی طرح دوسری مالی تحریکات ہیں ان کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔اپنے نام کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے مددگار اور ناصر بننے کا اعلان کر رہے ہیں،پھر اپنی قربانیوں کو دیکھیں،خود اپنے جائزے لیں اور پھر اپنے دل سے فتویٰ لیں کہ کیا ہم انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔جب خود اپنی سوچ کو اس نہج پر لائیں گے تو مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اندر پاک تبدیلیوں کے اور قربانیوں کے معیار بڑھتے چلے جائیں گے اور جب یہ بڑھیں گے تو یہی چیز ہے جو من حیث الجماعت،جماعت کی بقا اور ترقی کے سامان کرتی ہے۔

خلافت سے وابستگی اور اس کے تقاضے

پھر انصار اللہ کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس میں لگا ہوا ہے اور بڑے اعلیٰ نمونے پیش کرتے ہیں۔لیکن انصار اللہ کو اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ جو معیار حاصل کر رہے ہیں یہ یہیں نہ رک جائیں بلکہ بڑھتے چلے جائیں۔اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور یقینا یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت مومنین کیلئے ضروری ہے اور قرآنِ کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (سورۃ النور:56) کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو ایمان لانے والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ہیں اُن سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا یعنی ان میں خلافت کا نظام قائم ہوگا اور مومنین کی جماعت خلیفہ وقت کی طرف دیکھتے ہوئے

اس کی باتوں پر عمل کرنے والی ہو جائے گی۔ گویا کہ وہ ایک جان بن جائیں گے۔ جماعت کا اور خلیفہ کا ایک وجود بن جائے گا۔ افرادِ جماعت اسکے اعضاء ہو جائیں گے اور خلیفہ وقت اسکے دل و دماغ کا کردار ادا کرے گا۔ اور جب یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے گی تو سوال ہی نہیں کہ کوئی فردِ جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نقطوں اور اپنے عملوں پر اصرار کرے۔ دنیا نے کبھی یہ واقعہ ہوتے نہیں دیکھا کہ دماغ ہاتھ کو ایک حکم دے اور ہاتھ اس حکم کو ردّ کرتے ہوئے اپنے طور پر کوئی کام سرانجام دے۔

پس جو ایمان لانے والے ہیں، نیک اعمال کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام ماننے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس جسم کا عضو بن جاتے ہیں جو دماغ کے تابع ہوتے ہیں۔ اس جماعت کا حصہ بن جاتے ہیں جو آخری زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے قائم ہو کر پہلوں سے ملنے والی جماعت ہے۔ پھر اسکے عملی نمونے دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے حقدار ہو جاتے ہیں جو قیامت تک جاری رہنے والا انعام ہے۔

انصار اللہ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس انعام سے حقیقی رنگ میں تبھی فیض اٹھائیں گے جب وہ ہر وقت اپنے ذہن میں یہ رکھیں گے کہ بحیثیت انصار اللہ ہم اس جسم کا اہم عضو ہیں اور جسم کی بقا کیلئے ضروری ہے کہ اسکا ہر عضو سلامت ہو اور ہم نے اپنا نام اللہ تعالیٰ کا مددگار رکھ کر اپنے آپ کو جماعت کا وہ اہم حصہ بنا لیا ہے جس کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افرادِ جماعت سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہماری مالی قربانیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری عبادتوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو ہم حقیقی انصار اللہ کہلائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے کہ آپؑ کی جماعت کو غلبہ عطا فرمائے گا اور ترقیات سے نوازے گا۔ بے شک راہ میں روکیں آئیں گی مگر جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کرتی چلی جائے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اور خلافت کا بھی دائمی وعدہ ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دین کے انصار بھی مہیا فرماتا چلا جائے گا۔ گویا انصار اللہ بھی ایک ہمیشہ قائم رہنے والا ادارہ ہے کیونکہ وہ افراد ہی ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دین کی نصرت کیلئے سامان فرماتا ہے۔ اگر کوئی فرد دین کی نصرت کیلئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اور افراد تیار کر دے گا، اور قومیں تیار کر دے گا اور انصار اللہ کا جو یہ سلسلہ ہے یہ جاری رہے گا اور چلتا چلا جائے گا اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے، اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہوئے ہمیشہ یہ کوشش کرتے چلے جانا چاہئے کہ ہر فرد ناصرِ دین بنا رہے اور اسکا حق ادا کرنے والا ہو۔ دنیا میں ہم جو جماعتی ترقیات دیکھ رہے ہیں یہ کسی فرد کی یا کسی خاص جماعت کی یا وہاں کے انصار کی مرہونِ منت نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور جماعت کی من حیث الجماعت ایک کوشش ہے جس میں خدا تعالیٰ برکت ڈال رہا ہے۔ جس کے پھل آج ہم کھا رہے ہیں اور انشا اللہ کھاتے چلے جائیں گے۔ ہمارے بڑوں نے انصار اللہ ہونے کا حق ادا کیا اور بے نفس ہو کر دین کی خاطر قربانیاں کیں۔ آج یہ ہمارا فرض ہے کہ ایک خاص کوشش اور دعا کے ساتھ ساتھ اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے راستے ہموار کرتے چلے جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں بار بار اور کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ظاہری نام میں تو ہماری جماعت اور دوسرے مسلمان دونوں مشترک ہیں۔ تم بھی مسلمان ہو۔ وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ تم کلمہ گو ہو وہ بھی کلمہ گو کہلاتے ہیں۔ تم بھی اتباعِ قرآن کا دعویٰ کرتے ہو۔ وہ بھی اتباعِ قرآن کے مدعی ہیں۔ غرض دعووں میں تم اور وہ دونوں برابر ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ صرف دعووں سے خوش نہیں ہوتا جب تک کوئی حقیقت ساتھ نہ ہو۔ اور دعویٰ کے ثبوت میں کچھ عملی ثبوت اور تبدیلی حالت کی دلیل نہ ہو...... بیعت کی حقیقت سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے اور اس پر کاربند ہونا چاہئے اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں۔‘‘ فرماتے ہیں: ’’...... نصیحت کرنا اور بات پہنچانا ہمارا کام ہے۔ یوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے...... ہزارہا انسان ہیں جنہوں نے محبت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے مگر بعض اوقات پرانی عادات یا بشریت کی کمزوری کی وجہ سے دنیا کے امور میں ایسا وافر حصہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ بالکل ایسے پاک اور بے لوث ہو جاویں کہ دین کے سامنے امور دنیوی کی حقیقت نہ سمجھیں اور قسما قسم کی غفلتیں جو خدا سے دوری اور مہجوری کا باعث ہوتی ہیں وہ دور ہو جاویں۔‘‘

فرمایا ’’...... پس ضروری ہے کہ جو اقرار کیا جاتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اس اقرار کا ہر وقت مطالعہ کرتے رہو اور اسکے مطابق اپنی زندگی کا عملی عمدہ نمونہ پیش کرو۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ دیکھو ہر سال میں کئی دوست ہم سے جدا ہو جاتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم، صفحہ 604 تا 605، جدید ایڈیشن، ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے والے ہوں۔ اپنی عبادتوں کے معیار اس حد تک لے جانے والے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول ہم سے چاہتے ہیں اور جن کی تلقین حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/دسمبر 2009)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطاب از صفحہ نمبر 14

ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں۔ تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ مَیں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تُو مجھے گمراہی سے بچا۔ تُو زندہ ہے۔ تیرے سوا کسی کو بقا نہیں۔ جنّ و انس سب کیلئے فنا مقدر ہے۔ اے اللہ تُو میرے دل میں نور پیدا فرما دے۔ میرے آنکھوں میں نور پیدا فرما دے۔ میرے کانوں میں نور پیدا فرما دے۔ میرے دائیں بائیں آگے اور پیچھے اور اوپر اور نیچے نور پیدا فرما دے اور نور مجسم بنا دے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوب ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى۔ اے اللہ مَیں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت اور غنا مانگتا ہوں۔ اے اللہ تو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا۔ اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچا لینا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ۔ اے اللہ مَیں تیری نعمت کے زائل ہو جانے، تیری عافیت کے ہٹ جانے، تیری اچانک سزا اور ان سب باتوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے تُو ناراض ہو جائے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔ اے وہ جو ہر محبوب سے زیادہ محبت کرنے کے قابل ہے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحمت نازل کر اور مجھے اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔ اے میرے قادر خدا، اے میرے پیارے رہنما تُو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہل صدق و صفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ مَیں گنہگار ہوں اور کمزور ہوں۔ تیری دستگیری اور فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تُو آپ رحم فرما اور مجھے گناہوں سے پاک کر کیونکہ تیرے فضل و کرم کے سوا کوئی اور نہیں جو مجھے پاک کرے۔ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے۔ تُو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ وَدَاعِيًا اِلَى اللهِ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اور دعا بھی پڑھی جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو لکھی تھی جو یہ ہے۔ رَبِّ اَعْطِنِيْ مِنْ لَّدُنْكَ اَنْصَارًا فِيْ دِيْنِكَ وَاذْهَبْ عَنِّيْ حُزْنِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔ کہ اے میرے ربّ مجھے اپنے حضور سے اپنے دین کیلئے معاون و مددگار عطا کر اور میرے غم کو دور کر دے اور میرے سارے کام درست فرما دے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے یہ بھی دعائیں کیں کہ اے میرے ربّ مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خَيْرُ الْوَارِثِيْن ہے۔ اے میرے ربّ تُو اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَّكَاذِبٍ۔ اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تُو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اے میرے ربّ میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرا لیا ہے۔ رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔ حضور نے بتایا کہ اس دعا کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے نجات ہوگی۔ اے میرے ربّ اپنے بندہ کی نصرت فرما اور اپنے دشمنوں کو ذلیل اور رسوا کر اور اے میرے ربّ میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسولوں سے تمسخر کیا جاتا رہے گا اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی خدا مَیں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔ اے ربّ العالمین مَیں تیرے احسانوں کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے۔ تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ مَیں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما، رحم فرما، رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔

الغرض حضور انور ایدہ اللہ نے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف دعائیں پڑھنے کے بعد آخر پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی جس میں تمام حاضرین کے علاوہ ایم ٹی اے کے توسط سے دنیا بھر میں بڑی کثرت سے احباب براہ راست شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے۔

(رپورٹ مرتبہ: نصیر احمد قمر)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن 23 و 30/اکتوبر 2009)

+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
Alam Associates
Architect & Engineers
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

مؤذنِ رسولؐ، سَابِقُ الْحَبَشَةِ عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت بلال بن رباحؓ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 25 ستمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال آنحضرت ﷺ نے جنت میں حضرت بلال کے قدموں کی چاپ سنی تو آپؐ نے ان سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک صبح رسول اللہؐ نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں مجھ سے آگے رہتے ہو۔ جب کل شام مَیں جنت میں داخل ہوا تو مَیں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ بلالؓ نے عرض کیا کہ مَیں جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو رکعت نفل نماز پڑھتا ہوں اور جب بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مَیں وضو کر لیتا ہوں اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ اللہ کی طرف سے مجھ پر دو رکعت ادا کرنا واجب ہے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا پھر یہی وجہ ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت بلالؓ کے متعلق اس روایت کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرتؐ سے بڑھ کر آپؓ ہو گئے بلکہ صرف یہ کہ پاکیزگی اور مخفی عبادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ مقام دیا کہ وہ جنت میں بھی اسی طرح آنحضرتؐ کے ساتھ ہیں جس طرح دنیا میں تھے جیسا کہ ایک روایت میں ذکر ہوا تھا کہ عید کے روز حضرت بلالؓ نیزہ پکڑ کر آنحضرتؐ کے آگے چلتے تھے۔ تو بہرحال ان کا یہ اعزاز ان کی پاکیزگی اور عبادت کی وجہ سے جنت میں بھی اللہ تعالیٰ نے قائم رکھا اور آنحضرتؐ نے ان کو اپنے ساتھ ایک نظارے میں دیکھا۔

سوال حضرت ابوبکرؓ نے جب آنحضرتؐ کے منہ سے حضرت بلالؓ کی تعریف سنی تو کیا تمنا کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اے کاش! مَیں بلال کی ماں کے بطن سے پیدا ہوتا۔ اے کاش! بلال کا باپ میرا باپ ہوتا اور مَیں بلالؓ کی طرح ہوتا۔

سوال حضرت عمرؓ کے نزدیک حضرت بلالؓ کا کیا مقام تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کو بلالؓ سے اتنی محبت تھی کہ جب وہ فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا آج مسلمانوں کا سردار گزر گیا۔ یہ ایک غریب حبشی غلام کے متعلق بادشاہِ وقت کا قول تھا۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت بلالؓ سے اپنی محبت کا کن پیار بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا: چند دن ہوئے ایک عرب آیا اس نے کہا کہ مَیں بلالؓ کی اولاد میں سے ہوں۔ میرا دل اس وقت چاہتا تھا کہ میں اس سے چمٹ جاؤں کہ یہ اس شخص کی اولاد میں سے ہے جس نے محمد رسول اللہؐ کی مسجد میں اذان دی تھی۔ آج بلالؓ کی اولاد کہاں ہے؟ اس کے مکان کہاں ہیں؟ اس کی جائداد کہاں ہے؟ مگر وہ جو اس نے محمد رسول اللہؐ کی مسجد میں اذان دی تھی وہ اب تک باقی ہے اور باقی رہے گی۔

سوال جنت کن لوگوں سے ملنے کی مشتاق ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تین لوگوں سے ملنے کی بہت مشتاق ہے۔ علیؓ، عمارؓ اور بلالؓ۔

سوال حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ کو کن کی نیکیوں میں سے ایک نیکی قرار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ آپ نے حضرت بلالؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ بلالؓ جو ہیں ہمارے سردار ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو خرید کر غلامی سے آزاد کروایا تھا۔

سوال آنحضرتؐ کے نزدیک ابتدائی کمزور صحابہؓ کا کیا مقام تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سلمانؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ کے پاس ابوسفیان آئے تو ان لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر اپنی جگہ پر نہ پڑیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیا تم قریش کے معزز اور ان کے سردار کے بارے میں ایسا کہتے ہو؟ پھر وہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو یہ بات بتائی۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! شاید تم نے انہیں ناراض کر دیا ہے۔ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو یقیناً تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔

سوال آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کتنے نقیب عطا فرمائے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علی سے روایت ہے نبی کریمؐ نے فرمایا ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے سات نقیب عنایت فرمائے ہیں اور مجھے چودہ نقیب عطا ہوئے ہیں۔ صحابہ نے کہا وہ کون ہیں؟ حضرت علی نے کہا مَیں، میرے دونوں بیٹے اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعب بن عمیرؓ اور بلالؓ اور سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کی کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: بلالؓ کتنا ہی اچھا انسان ہے کہ شہداء اور مؤذنوں کا سردار ہے اور قیامت والے دن سب سے لمبی گردن والے حضرت بلالؓ ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا بلالؓ کو جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی دی جائے گی اور وہ اس پر سوار ہوں گے۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت بلالؓ کی اہلیہ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ کی اہلیہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ فرمایا کیا بلالؓ یہاں ہیں؟ مَیں نے جواب دیا کہ گھر نہیں آئے۔ آپؐ نے فرمایا: لگتا ہے تم بلالؓ سے ناراض ہو۔ مَیں نے کہا وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور وہ ہر بات پر یہی کہتے ہیں کہ یہ بات رسول اللہؐ نے فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بلالؓ مجھ سے جو بات تم تک پہنچائیں وہ یقیناً سچی ہوگی۔ تم بلالؓ پر کبھی ناراض نہ ہونا ورنہ اس وقت تک تمہارا کوئی عمل قبول نہ ہوگا جب تک تم نے بلالؓ کو ناراض رکھا۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حضرت بلالؓ کی مثال کس سے دی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بلالؓ کی مثال تو شہد کی مکھی جیسی ہے جو میٹھے پھلوں اور کڑوی بوٹیوں سے بھی رَس چوستی ہے مگر جب شہد بنتا ہے تو سارے کا سارا شیریں ہو جاتا ہے۔

سوال حضرت بلالؓ جب بستر پر لیٹتے تو کیا دعا کرتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ جب بستر پر لیٹتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِیْ وَاعْذُرْنِیْ بِعِلَّاتِیْ ۔ اے اللہ! تو میری خطاؤں سے درگزر فرما اور میری کوتاہیوں کے بارے میں مجھے معذور سمجھ۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت بلالؓ کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا: غریبی میں مرنا اور اَمیری میں نہ مرنا۔ مَیں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا: جو رزق تمہیں عطا کیا جائے اسے سنبھال کر نہ رکھنا اور جو چیز تم سے مانگی جائے اس سے منع نہ کرنا۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اگر مَیں ایسا نہ کر سکا تو کیا ہوگا؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: ایسا ہی کرنا ہوگا ورنہ آگ ٹھکانہ ہوگی۔

سوال حضرت بلالؓ کی وفات کہاں اور کس سن میں ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت بلالؓ کی وفات حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بیس ہجری میں دمشق شام میں ہوئی۔ اس وقت حضرت بلالؓ کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔ آپؓ کی تدفین دمشق کے قبرستان میں باب الصغیر کے پاس ہوئی۔

سوال حضور انور نے حضرت بلالؓ کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ تھے ہمارے سیدنا بلالؓ جنہوں نے اپنے آقا و مطاعؐ سے عشق و وفا کے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنے دل میں بٹھانے اور اس کے عملی اظہار کے وہ نمونے قائم کیے جو ہمارے لیے اسوہ ہیں۔ اور پھر آنحضرتؐ کی بھی اپنے اس غلام سے محبت و شفقت کی وہ داستانیں ہیں جن کی نظیر ہمیں دنیا میں کہیں اَور نظر نہیں آ سکتی اور یہی وہ چیز ہے جو آج بھی محبت اور پیار کی فضاؤں کو پیدا کر سکتی ہے اور غلامی کی زنجیروں کو توڑ سکتی ہے۔ ہماری نجات اسی میں ہے کہ توحید کے قیام اور عشقِ رسولِ عربیؐ کے ان نمونوں پر قائم ہوں۔

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر پر کن مرحومین کے اوصاف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے مکرم مولانا طالب یعقوب صاحب ابن محترم طیب یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ ٹرینی ڈاڈ اینڈ ٹوباگو، مکرم انجینئر افتخار علی قریشی صاحب سابق وکیل المال ثالث، مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم مولوی خورشید احمد صاحب پاکستان، مکرم محمد طاہر احمد صاحب ابن مکرم محمد منصور احمد صاحب نائب ناظر بیت المال قادیان اور مکرم عقیل احمد ابن مکرم مرزا خلیل احمد بیگ صاحب استاد انٹرنیشنل جامعہ گھانا کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆......☆......☆

درود شریف کی اہمیت و برکات کے متعلق قرآن و حدیث اور اِرشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں پُرمعارف خطبہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 ستمبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے سورۃ الاحزاب کی آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب: 57) تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

سوال حضور انور نے درود شریف پڑھنے کی اس قدر تاکید کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ پر درود کی اس قدر تاکید کی گئی ہے تو کیا آپؐ کو ہماری دعاؤں کی حاجت ہے۔ نہیں بلکہ ہمیں یہ طریق سکھایا ہے کہ اے میرے بندو تمہاری دعاؤں اور حاجات کے قبول ہونے کا اب ایک ہی ذریعہ ہے کہ میرے پیارے نبیؐ کے ذریعہ سے مجھ تک پہنچو۔ اگر تم نے یہ وسیلہ اختیار نہ کیا تو پھر تمہاری سب عبادتیں رائیگاں چلی جائیں گی کیونکہ مَیں نے یہ سب کچھ، یہ سب کائنات اپنے اس پیارے نبی کیلئے پیدا کی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے درود شریف کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اگرچہ آنحضرتؐ کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کیلئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے۔ پس جو فیضان شخص مدعولہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت ﷺ کیلئے برکت چاہتے ہیں، بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ پر درود شریف پڑھنے کے نتیجے میں کیا برکتیں نازل ہوئیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا مَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درود شریف پڑھنے کے متعلق کیا الہام فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعودؑ ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ۔

درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔‘‘

سوال اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کو زمانے کا امام کس وجہ سے بنایا؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ الہام ہوا۔ جس کے معنی یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاء دین کیلئے جوش میں ہے۔ لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا۔ اور اشارہ سے اس نے کہا هٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

سوال قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے زیادہ نزدیک کون ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

سوال اذان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا الفاظ دہرانے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس چیز کو جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ قرار دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ کسے قرار دیا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے کون سے تین ذرائع قبولیت دعا کے بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں اول: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ دوم: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اور سوم: موہبت الٰہی۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درود شریف کی کیا فضلیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ پر درود بھیجنا اس سے بھی کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو۔ اور آپؐ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اور آپ کی محبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

سوال قیامت کے دن کے خطرات سے کون نجات پائے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہو گا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

سوال آنحضرتؐ نے درود بھیجنے کا کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب آنحضرتؐ نے ایک صحابی کے دریافت کرنے پر فرمایا، یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے درود شریف کی کیا برکات بیان فرمائیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا: جو مسلمان بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے، جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب چاہے تو اس میں کمی کرے، چاہے تو اس کو زیادہ کرے۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو درود شریف کے متعلق کیا خوش خبری عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ کیا مَیں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا مَیں اس پر رحمت نازل کروں گا۔ اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا مَیں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے متقی کی کیا تعریف بیان فرمائی ہے؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہے جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں، وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔

سوال درود شریف کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے۔ اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رِقّت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے۔ اور سینے میں انشراح اور ذوق پایا جائے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے نواب محمد علی خان صاحب کو حل مشکلات کے لیے کیا طریق بیان فرمایا؟

جواب حضورؑ نے فرمایا: آپ ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں۔

☆......☆......☆

ملکی رپورٹیں

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

● جماعت احمدیہ پونہ میں مورخہ 30/اکتوبر 2020 کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ اس تعلق سے مکرم اشفاق احمد طاہر صاحب صدر جماعت پونہ کی طرف سے ایک تفصیلی پروگرام تمام افراد جماعت کی خدمت میں ارسال کیا گیا جس میں نماز تہجد، درس القرآن، اجتماعی اور انفرادی تلاوت قرآن کریم، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خطوط، کثرت کے ساتھ درود شریف کا ورد کرنے، ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھنے اور اپنے گھروں میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اللہ کے فضل سے اکثر افراد جماعت نے اپنے گھروں میں اس پروگرام پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ علاوہ ازیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اردو، انگریزی و مراٹھی پوسٹر پونہ کے مختلف علاقوں میں چسپاں کیے گئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ 21 ستمبر 2012 کا مراٹھی ترجمہ پمفلٹ کی صورت میں لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔

(حلیم خان شاہد، مبلغ سلسلہ پونہ مہاراشٹر)

● جماعت احمدیہ شاہ پور میں مورخہ 31/اکتوبر 2020 کو بعد نماز مغرب و عشا نماز سنٹر میں کووڈ 19 کے قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکرم عبدالغفور صاحب صدر جماعت احمدیہ شاہ پور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ بعدہ مکرم ظفر احمد طاہر صاحب نے بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بنی نوع انسان سے شفقت و محبت‘‘ تقریر کی۔ بعدہ دو نظمیں پڑھی گئیں۔ آخر پر خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد فضل احمد شاہد، مبلغ سلسلہ شاہ پور)

● جماعت احمدیہ سورب میں مورخہ 1 نومبر 2020 کو کووڈ 19 کے قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکرم ایم رشید احمد صاحب صدر جماعت سورب کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ مکرم نور احمد جکو صاحب بطور مہمان خصوصی شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محسن احمد صاحب نے کی۔ نظم عزیزم سلیم احمد عدنان نے پڑھی۔ پہلی تقریر مکرم ایم اسامہ عبدالسلام متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے ختم نبوت کی حقیقت کے موضوع پر کی۔ دوسری تقریر مکرم فرید احمد صاحب نے کی۔ بعدہ عزیزم فیضان احمد اور سلیم احمد عدنان نے ایک قصیدہ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں عزیزم ادیب احمد عثمان اور محمد صفدر نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ اس کے بعد ایک مقابلہ کوئز کروایا گیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (جاوید احمد سنوری، معلم سلسلہ سورب کرناٹک)

● جماعت احمدیہ کاگنور ضلع بلاری صوبہ کرناٹک میں مورخہ 30/اکتوبر 2020 کو کووڈ 19 کے قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے مکرم راجہ بخشی صاحب صدر جماعت احمدیہ کاگنور کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم دادا میر صاحب نے کی۔ نظم مکرم سیمنور صاحب نے پڑھی۔ بعدہ مکرم دادا میر صاحب، مکرم سیمنور صاحب، مکرم امام صاحب اور خاکسار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ بعد ازاں اطفال و ناصرات نے ترانے پیش کیے۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(ایم اقبال احمد، معلم سلسلہ کاگنور بلاری کرناٹک)

تقریب آمین

جماعت احمدیہ گوہاٹی میں مورخہ 1 نومبر 2020 کو بعد نماز ظہر عزیزم نور الحق ابن ظہور الحق کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ احباب جماعت سے عزیز نور الحق کی دینی و دنیاوی ترقیات اور نیک خادم دین بننے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(ظہور الحق، مبلغ سلسلہ)

اعلان نکاح

● خاکسار کے بیٹے عزیزم صباحت احمد رضا واقف زندگی کا نکاح مکرمہ مسرت جان صاحبہ بنت مکرم غلام نبی نائک صاحب آف آسنور کشمیر کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ بیس ہزار روپے حق مہر پر مورخہ 3/اکتوبر 2020 کو مسجد مبارک قادیان میں مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب ناظم وقف جدید ارشاد نے پڑھا۔ عزیزم صباحت احمد رضا مکرم نذیر احمد صاحب درویش مرحوم قادیان کا پوتا اور مکرم بابا نور احمد صاحب درویش کا پڑپوتا ہے۔ خاکسار کی دادی مکرمہ حسین بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بابا نور احمد صاحب، سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بی بی امۃ القیوم صاحبہ کی رضاعی والدہ ہیں۔ نکاح کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لیے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(بشارت احمد ندیم قادیان، کارکن دفتر ہفت روزہ بدر قادیان)

● مکرم مدثر احمد شیخ صاحب ابن مکرم مبارک احمد شیخ صاحب آف جماعت احمدیہ آسنور کشمیر کا نکاح مکرمہ نزہت جان صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد گنائی صاحب ساکن رشی نگر کے ساتھ مکرم اعجاز احمد گنائی صاحب معلم سلسلہ نے مبلغ 60,000 روپے حق مہر پر پڑھایا۔ دونوں خاندانوں کے لیے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (طارق احمد بشارت نائب صدر جماعت حلقہ محمود، آسنور کشمیر)

● مکرم شیخ اسلام الدین احمدی صاحب ابن مکرم شیخ جبار الدین احمدی صاحب جماعت احمدیہ تاراکوٹ اڈیشہ کا نکاح مکرمہ ریحانہ بیگم صاحبہ بنت مکرم غنی اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ مکرم مبشر خان صاحب معلم سلسلہ نے مبلغ -/50551 روپے حق مہر پر مؤرخہ 10/اگست 2020 کو پڑھایا۔ دونوں خاندانوں کے لیے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لیے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔ (راجہ جمیل احمد انسپکٹر بدر)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر: 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 69 Thursday 12 - November - 2020 Issue. 46

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ مذہب ہے اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے اور پھل پھول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے

تحریک جدید کے 86 ویں سال کا ایمان افروز تذکرہ اور 87 ویں سال کے آغاز کا بابرکت اعلان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 ر نومبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی اور اسکا ترجمہ پیش فرمایا: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ البقرہ: 275) ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی تو ان کے لئے ان کا اجران کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو متعدد جگہ مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس آیت میں بھی مؤمنوں کی اس خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی راہ میں رات دن خرچ کرتے رہتے ہیں اور یہ خرچ ان کا چھپ کر بھی ہوتا ہے اور دکھا کر بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دونوں طریق قبولیت کا درجہ پاتے ہیں دوسری جگہ فرمایا کہ ان مؤمنوں کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔ یعنی اللہ کی رضا کے حصول کیلئے وہ خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کے حصول کے علاوہ کبھی خرچ ہی نہیں کرتے یعنی ان کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے پس ایک حقیقی مؤمن کی یہی نشانی ہے کہ وہ نیکیاں بجالائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے پاکیزہ مال سے خرچ کرے۔ دن اور رات نیکیاں بجالانے کی فکر ہو۔ کبھی ظاہر کر کے نیکی کرے کبھی چھپ کر نیکی کرے۔ یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ان قربانیوں کا مقصود ہو۔ اگر صرف دکھاوے کی قربانیاں ہیں تو پھر ایسی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ نہیں پاتیں۔ پس یہ ہے وہ روح جس کو سامنے رکھ کر ایک مؤمن کو قربانی کرنی چاہئے اور یہ ہے وہ روح جس کو سامنے رکھتے ہوئے افراد جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانیاں کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت میں بعض قربانی کرنے والوں کے ان پر جو قربانیوں کی وجہ سے فضل ہوئے یا مال خرچ کرنے کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحریک ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کس طرح نوازا اس کے چند واقعات پیش کروں گا۔

مبلغ البانیا صمد صاحب لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ 2020ء کا میرا اختتامی خطاب ایک البانین دوست نومبائع جعفر کوچی صاحب سن رہے تھے جعفر کوچی صاحب نے مجھ سے چندے کی تفصیل پوچھی انہیں دوبارہ سے چندہ جات کا تعارف کروایا گیا۔ اسکے بعد کہنے لگے کہ اسی ماہ ان کا فلیٹ کرائے پر لگا ہے اور انہیں کرایہ وصول ہوا ہے اس پہلی آمد میں سے شرح سے کافی زیادہ چندہ لے کے آئے۔ مبلغ صاحب کہتے ہیں میں نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں وعدہ ہے کہ وہ مالی قربانی کرنے والوں کو بڑھا کر دیتا ہے تو موصوف کہنے لگے کہ میں نے اس نیت سے چندہ نہیں دیا میں نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے چندہ دیا ہے اس نیت سے دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ دین کی خاطر مالی قربانیاں بھی کرو اور اسلام کا یہ حکم ہے کہ دین کی خاطر مالی قربانی کرنی چاہئے اور اب باقاعدہ ہر ماہ چندہ ادا کرتے ہیں۔

مارشل آئی لینڈ ایک اور دور دراز کا علاقہ ہے امریکہ سے بھی پرے۔ یہاں کے مبلغ ساجد اقبال صاحب لکھتے ہیں کہ مارشل آئی لینڈ میں ایک ناصر کیوشی آکن صاحب ہیں دوران سال جب احباب جماعت سے تحریک جدید کے وعدے لئے جارہے تھے تو کوشی صاحب کہنے لگے کہ میرے پاس تو کوئی نوکری نہیں ہے رہنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ کھانے پینے کیلئے بھی جماعت کے لنگر پر انحصار ہے اس پر ان کو ہم نے کچھ عرصہ کیلئے مسجد میں رہنے کیلئے جگہ دے دی اور ساتھ انہیں کہا کہ خواہ معمولی سی رقم ہی کیوں نہ ہو آپ کچھ نہ کچھ وعدہ لکھوادیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اس پر انہوں نے دو امریکن ڈالر کا وعدہ لکھوا دیا۔ چند ماہ کے بعد یہ مشن آئے اور پچاس ڈالر تحریک جدید میں پیش کر دیئے انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول فرمالیا ہے مجھے نوکری بھی مل گئی ہے اور رہنے کیلئے اپارٹمنٹ بھی مل گیا ہے۔

ویزبادن جرمنی سے ایک دوست نے بتایا کہ میرا اسائلم کیس ایک ایسے جج کے پاس تھا جو کیس منظور نہیں کرتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ ایک ہزار یورو تحریک جدید میں ادا کروں گا اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میرا کیس اس جج سے ایک دوسرے جج کے پاس چلا گیا اور اللہ کے فضل سے کیس منظور ہوگیا چنانچہ انہوں نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔

قادیان سے وکیل المال صاحب لکھتے ہیں کرولائی کے ایک دوست کا چندہ پانچ لاکھ روپے تھا انہوں نے کچھ رقم اپنے کاروبار کیلئے رکھی ہوئی تھی اسی وقت چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کا بھی مطالبہ تھا۔ انہوں نے وہ رقم چندے میں ادا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا کہ تھوڑی دیر میں چندے کی رقم سے کئی گنا زیادہ رقم ان کے اکاؤنٹ میں کسی طرف سے جمع ہوگئی۔ اسکے بعد موصوف نے ایک خطیر رقم تحریک جدید کیلئے پیش کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پوری دُنیا سے مالی قربانی کے بہت سے ایمان افروز واقعات پیش فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کا چھیاسیواں سال 31 ر اکتوبر کو ختم ہوا اور ستاسیواں سال شروع ہوگیا۔ اس سال جماعتہائے احمدیہ کو تحریک جدید کے مالی نظام میں ایک کروڑ چوّن لاکھ پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔

حضور انور نے پہلی دس پوزیشن بیان کرتے ہوئے فرمایا: پہلا نمبر جرمنی کا ہے، پھر برطانیہ کا ہے، پھر امریکہ کا ہے پاکستان کا بھی بیچ میں آجاتا ہے، امریکہ نمبر تین پھر کینیڈا، پھر مڈل ایسٹ کا ایک ملک ہے، پھر بھارت ہے، پھر آسٹریلیا ہے، پھر انڈونیشیا ہے، پھر گھانا ہے اور پھر ایک اور مڈل ایسٹ کی جماعت ہے۔

حضور انور نے قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی پہلی دس جماعتیں یہ بیان فرمائیں: کوئمبٹور نمبر ایک پہ، کرولائی، پھر قادیان، پھر پتھ پریم، پھر حیدرآباد، کنانور ٹاؤن، کولکتہ، کالی کٹ، بنگلور، ماتھوٹم۔ فرمایا: پہلے دس صوبے جو ہیں ان میں کیرالہ نمبر ایک پہ ہے، تامل ناڈو، پھر کرناٹک، پھر جموں کشمیر، پھر تلنگانہ، پنجاب، اڈیشہ، بنگال، دہلی، مہاراشٹرا۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ اسکے ساتھ ہی میں تحریک جدید کا بھی اعلان کرتا ہوں جو یکم نومبر سے شروع ہو چکا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آجکل بہت دعاؤں کی ضرورت ہے ہم اپنے لئے اور جماعت کیلئے تو دعائیں کرتے ہیں مسلمانوں کیلئے بھی عمومی طور پر دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آجکل مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم دنیا کے بعض ممالک کے لیڈر بڑے بغض اور کینہ کے جذبات رکھتے ہیں وہ اس جمہوری دور میں عوام کو خدا سمجھ کر ان کی خواہش کے مطابق اپنے بیان اور پالیسیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور عوام الناس کا ایک بڑا حصہ بھی اسلام سے صحیح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ہے بہرحال ہم نے دعاؤں کے ساتھ دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ گزشتہ دنوں فرانس کے صدر نے بیان دیا کہ اسلام کرائسس کا شکار مذہب ہے۔ کرائسس کا شکار تو ان کا خود اپنا مذہب ہے۔ اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ مذہب ہے اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے اور پھل پھول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے اس کی تبلیغ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اسلام کی مخالف قوتیں اس لئے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور بیان دیتے ہیں کہ انہیں پتا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایکا نہیں ہے۔ اگر دنیا کو پتا ہو کہ مسلمان ایک ہیں ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں دینا جانتے ہیں تو کبھی غیر مسلم دنیا کی طرف ایسی حرکتیں نہ ہوں۔ کبھی کسی اخبار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاکے چھاپنے کی جرأت نہ ہو۔ چند سال پہلے بھی جو خاکے چھپے تھے ڈنمارک میں بھی اور فرانس میں بھی۔ اس وقت بھی جماعت احمدیہ نے ہی صحیح ردّعمل دکھایا تھا اور انکے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوبصورت سیرت پیش کی تھی اور یہی کام ہم آج بھی کر رہے ہیں اور بتاتے ہیں کہ چند سر پھرے لوگوں کے اسلام کے نام پر غلط عمل کو اسلام کا نام نہ دو۔ کسی ملک کے صدر کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی شخص کے غلط عمل کو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کیلئے کرائسس کا نام دے کر پھر اپنے لوگوں کو مزید بھڑکائے کہ ان کے خلاف ہماری یہ لڑائی ہے اور یہ لڑائی ہم جاری رکھیں گے۔ اس شخص کو غلط عمل پر بھڑکانے والے بھی تو یہ خود ہی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: مَیں نے پہلے بھی یہ بیان دیا تھا کہ یہ خاکے وغیرہ بنانا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنا کسی بھی غیرت مند مسلمان کو برداشت نہیں ہے اور بعض مسلمانوں کے جذبات کو یہ حرکتیں بھڑکا سکتی ہیں اور بھڑکاتی ہیں اور اس سے خلاف قانون پھر کوئی حرکت سرزد ہو جائے تو اسکے ذمہ دار یہ غیر مسلم لوگ ہیں یہ حکومتیں ہیں یا نام نہاد آزادی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہم تو جہاں تک ہو سکتا ہے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام کے خلاف ہونے والی ہر حرکت کا جواب دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے اور یہی حل پیش کرتے ہیں کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر قدم ہمیں اٹھانا چاہئے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: مسلم امہ اگر مستقل حل چاہتی ہے تو تمام مسلمان دنیا اکٹھی ہو۔ اگر چوّن پچپن مسلمان ممالک ایک زبان ہو کر بولتے تو پھر فرانس کا صدر اگر مگر کی بات نہ کرتا پھر اس کو مجبوراً بہرحال معافی مانگنی پڑتی گھٹنے ٹیکنے پڑتے۔

کچھ عرصہ پہلے کووِڈ کے دنوں میں مَیں نے چند سربراہان حکومت کو دوبارہ خط لکھے تھے، فرانس کے صدر کو بھی لکھا تھا اور اس میں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ یہ عذاب اور آفات ظلموں کی وجہ سے آتے ہیں اس لئے تمہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ظلموں کو ختم کرو اور انصاف کو قائم کرو اور حق پر مبنی بیان دو۔ ہم نے جو اپنا فرض تھا پورا کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ اب کسی کی یہ مرضی ہے چاہے وہ اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن ہم نے بہرحال امت مسلمہ کو دعاؤں میں نہیں بھولنا۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صادق کو بھی پہچان لیں اور دنیا کو عمومی طور پر بھی سوچنا چاہئے کہ اگر خدا سے دور ہٹتے چلے گئے تو ان کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور عمومی طور پر ہم نے بھی یہ کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے نیچے لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانا یہی تحریک جدید کا مقصد بھی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق بھی عطا فرمائے۔ بڑی تیزی سے اس طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس بیماری سے جب جان چھوٹے تو یہ نہ ہو کہ ایک اور آفت جنگ عظیم کی صورت میں ان پر نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے اور خدائے واحد کو پہچان کر اس کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad